الفضل

انٹرنیشنل

ہفت روزہ

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعۃ المبارک ۸ دسمبر ۱۹۹۵ء شمارہ ۴۹

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اول شرط خدا جوئی کے لئے سچی طلب ہے دوسری صبر کے ساتھ اس طلب میں لگے رہنا۔

ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو شخص ہمارے پاس آتا ہے اور کھڑا کھڑا بات کر کے چل دیتا ہے، وہ گویا خدا سے ہنسی کرتا ہے۔ یہ خدا جوئی کا طریق نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کا قانون مقرر کیا ہے۔ پس اول شرط خدا جوئی کے لئے سچی طلب ہے۔ دوسری صبر کے ساتھ اس طلب میں لگے رہنا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس قدر عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے، اسی قدر تجربہ بڑھتا جاتا ہے۔ پھر معرفت کے لئے زیادہ دیر تک صحبت میں رہنا ضروری ہوا یا نہیں؟ میں نے بہت سے آدمی دیکھے ہیں جو اپنی اوائل عمر میں دنیا کو ترک کرتے اور چیختے اور چلاتے ہیں۔ آخر ان کا انجام یہ دیکھا گیا کہ وہ دنیا میں منہمک پائے گئے اور دنیا کے کیڑے بن گئے۔ دیکھو بعض درختوں کو سنیرو پھل لگا کرتے ہیں جیسے شہتوت کے درخت کو عارضی طور پر ایک پھل لگتا ہے آخر وہ سارے کا سارا گر جاتا ہے۔ اس کے بعد اصلی پھل آتا ہے۔ اسی طرح پر خدا جوئی بھی عارضی طور پر اندر پیدا ہوتی ہے۔ اگر صبر اور حسن ظن کے ساتھ صدق قدم نہ دکھایا جاوے، تو وہ عارضی جوش ایک وقت میں آکر یہی نہیں کہ فرو ہو جاتا ہے، بلکہ ہمیشہ کے لئے دل سے محو ہو جاتا ہے اور دنیا کا کیڑا بنا دیتا ہے۔ لیکن اگر صدق و ثبات سے کام لیا جاوے تو اس عارضی جوش اور حق جوئی کی پیاس کے بعد واقعی اور حقیقی طور پر ایک طلب اور خواہش پیدا ہوتی ہے جو دن بدن ترقی کرتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی راہ میں اگر مشکلات اور مصائب کا پہاڑ بھی آ جائے تو وہ کچھ بھی پروا نہیں کرتا اور قدم آگے ہی بڑھاتا جاتا ہے۔ پس وہ انسان جو اس جوش اور خواہش کے وقت صبر سے کام لے اور سمجھ لے کہ اس کو آخر عمر تک نبھانا ہے وہ بہت ہی خوش طالع ہوتا ہے اور جو چند تجربے کر کے رہ جاتا ہے اور تھک کر بیٹھ رہتا ہے تو اس کے ہاتھ میں صرف اتنا ہی رہ جاتا ہے کہ وہ کہتا پھرتا ہے کہ میں نے بہت سے باتونی دیکھے اور دوکاندار پائے ایک بھی حق نما اور خدا نما نہ ملا۔

پس میری تو یہ نصیحت ہے۔ میں نہیں جانتا (کہ ہر ایک جو میرے پاس آتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خدا کے لئے آیا ہے اور خدا کو پانا چاہتا ہے) اس کا کیا حال ہے۔ اس کی نیت کیسی ہے۔ مگر میں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ کی تلاش میں قدم اٹھاوے۔ سب سے اول اس کو لازم ہے کہ تصحیح عقائد کرے۔ یہ معلوم کرے کہ کس خدا کو پانا چاہتا ہے۔ آیا اس خدا کی تلاش میں وہ ہے جو واقعی دنیا کا خالق اور مالک خدا ہے اور جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں اور نقائص سے مبرا ہے یا کسی عورت کے بچے خدا کی تلاش میں ہے یا اور ایسے ہی کمزور اور ناتواں ۳۳ کروڑ خداؤں کا جویا ہے، کیونکہ اگر اصلی محبوب اور مقصود کنارے پر ہی پڑا رہے، تو سمندر میں غوطہ زنی سے کیا حاصل؟ (ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ۳۶۲ تا ۳۶۳)

جب تک نور الٰہی بصارت عطا نہ کرے انسان اپنے نقص بھی نہیں دیکھ سکتا اور جب تک وہ نقص دور نہ ہوں انسان نور الٰہی کی طرف آگے نہیں بڑھ سکتا۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ یکم دسمبر ۱۹۹۵ء)

لندن (یکم دسمبر ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفت نور کے حوالہ سے قرآن مجید کی سورۃ التحریم کی آیت نمبر ۹ کی روشنی میں مختلف پہلوؤں کی وضاحت فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جب تک نور الٰہی بصارت عطا نہ کرے انسان اپنے نقص بھی نہیں دیکھ سکتا اور جب تک وہ نقص دور نہ ہوں انسان نور الٰہی کی طرف آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس لئے اس آیت قرآنی (سورۃ التحریم: ۹) میں توبہ نصوح کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ نصوحاً سے مراد ہے خالص۔ جو اللہ کے لئے بھی خالص ہو اور تمہیں بھی خالص اور پاک و صاف کرنے والی ہو۔

باقی صفحہ نمبر   پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسلسل یاددہانی اور تاکید کے نتیجہ میں تبلیغ اسلام کا جذبہ بڑی تیزی سے بیدار ہو رہا ہے اور جگہ جگہ داعیان الی اللہ اس مقدس فریضہ کی بجا آوری میں ہمہ تن مصروف نظر آتے ہیں۔ یہ خوشی کا مقام ہے لیکن ابھی ہمیں اس بابرکت میدان میں تیز قدموں کے ساتھ بہت آگے بڑھنا ہے اور اس وقت تک دم نہیں لینا جب تک ساری دنیا حلقہ بگوش اسلام نہیں ہو جاتی ہے۔ دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل بہت ہی موثر اور تاریخی کردار ادا کر رہا ہے۔ اس سے بھرپور استفادہ داعیان الی اللہ کا فرض ہے۔ الفضل میں MTA کے پروگراموں کی تفصیل قبل از وقت شائع کردی جاتی ہے۔ اس کی مدد سے تبلیغی مجالس کا انعقاد بھی ہو سکتا ہے اور اہم پروگراموں کو ریکارڈ کر کے بعد میں بھی دکھایا جا سکتا ہے۔

ہفتہ ۱۸ نومبر ۱۹۹۵ء

حسب معمول آج احمدی بچوں اور بچیوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے تکلفانہ مجلس منعقد ہوئی۔ ابتداء میں حضور انور نے ادائیگی نماز کے سلسلہ میں سورہ فاتحہ تک کے الفاظ کا ترجمہ اور نماز کا طریق بچوں کو سکھایا۔ بعد ازاں مختلف بچوں نے نظمیں پڑھیں۔ ایک بوزنین بچہ نے بوزنیا کے بارے میں دلچسپ تقریر کی۔ پروگرام کے آخر میں حضور انور نے بچوں اور سب ناظرین کو تحریک کی کہ وہ مکرم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی صحت یابی اور درازی عمر کے لئے خاص توجہ سے دعائیں کرتے رہیں۔

اتوار ۱۹ نومبر ۱۹۹۵ء

آج بعض انگریز مہمانوں کے ساتھ حضور انور کی مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ مہمانوں میں سپین سے ایک مہمان خاتون بھی شامل تھیں۔ اس مجلس میں حضور انور نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیئے

★ جماعت احمدیہ اور اسلام کے دیگر فرقوں میں بنیادی طور پر کیا فرق ہے؟

★ کیا قرآن مجید اور ماڈرن سائنس میں باہم کوئی تضاد ہے؟ اگر ہے تو آپ ان میں کیسے تطبیق کرتے ہیں؟

★ اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے۔ جو عورتیں کام کرتی ہیں ان کے بارہ میں اسلام کیا تعلیم دیتا ہے؟

★ حالیہ سالوں میں اسلام کی ترقی کی کیا صورت (رفتار) ہے؟

★ اسلام میں فتویٰ کی کیا حیثیت ہے۔ کیا یہ کسی خاص فرقہ سے مخصوص ہے؟ سلمان رشدی کے بارہ میں ایران کے فتویٰ پر تبصرہ۔

★ افریقہ میں اسلام کی ترقی کے پس منظر میں یہ سوال کہ وہ لوگ جن کو خدا کی ہستی پر یقین ہی نہیں ان کی اخلاقی حالت کیسے بہتر بنائی جا سکتی ہے؟

★ افریقہ میں اسلام کی ترقی کے سلسلہ میں یہ سوال کہ افریقہ میں جو مختلف روایتی مذاہب پائے جاتے ہیں ان کے بارہ میں اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے اور اس صورت حال کا کیا حل پیش کرتا ہے؟

★ فتویٰ کے سلسلہ میں ایک مزید سوال کہ کیا فتویٰ کا اطلاق دوسرے ممالک پر بھی ہوتا ہے اور کیا جاری کئے جانے کے بعد فتویٰ واپس لیا جا سکتا ہے؟

سوموار۔ منگل ۲۰ و ۲۱ نومبر ۱۹۹۵ء

پروگرام کے مطابق ان دو دنوں میں ہومیو پیتھی کلاسز نمبر ۱۲۴ اور ۱۲۵ منعقد ہوئیں۔

بدھ و جمعرات ۲۲ و ۲۳ نومبر ۱۹۹۵ء

حسب پروگرام ان دو دنوں میں ترجمۃ القرآن کلاسز نمبر ۹۷ و ۹۸ منعقد ہوئیں جن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف کی آیات نمبر ۱۹۲ تا آخر اور سورۃ الانفال کی آیات ۱ تا ۱۱ اور اگلے روز سورۃ الانفال کی آیات ۱۲ تا ۲۹ کا آسان فہم ترجمہ اور ضروری مقامات کی تفسیر بیان فرمائی۔

جمعۃ المبارک ۲۴ نومبر ۱۹۹۵ء

معمول کے مطابق آج اردو زبان میں سوال و جواب کی مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں حضور انور نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔

★ قرآن مجید میں بتائی گئی دعا "ولا تحمل علینا اصراً کما حملتہ علی الذین من قبلنا" میں لفظ "اصراً" سے کیا مراد ہے اور اس میں بیان کردہ تاریخی مماثلت کی کیا حکمت ہے اور تاریخی پس منظر کیا ہے؟

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

اے پئے تکفیر ما بستہ کمر

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے کہ بہت سے اہل کتاب یہ چاہتے ہیں کہ کاش وہ کسی طرح تمہیں تمہارے ایمان لانے کے باوجود تمہیں پھر سے کافر بنادیں اور ان کی یہ خواہش اور تمنا اس حسد کی وجہ سے ہے جو خود ان کے اپنے نفسوں کی خرابی اور بخل کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ (البقرہ : ۱۱۰)۔ وہ سمجھتے ہیں کہ تم ان سے نیکی اور تقویٰ میں بڑھ گئے ہو اور اس کا ازالہ وہ اس طرح کرنا چاہتے ہیں کہ تمہیں بھی ایمان سے محروم کردیں۔ حالانکہ اگر وہ خود ایمان لے آئیں تو وہ بھی مسلمانوں کے دوش بدوش نیکی اور تقویٰ میں ترقی کر سکتے ہیں۔ مگر ان کے دلوں میں یہ جلن ہے کہ تم نے خدا کے رسول کو مان لیا اور وہ محروم رہ گئے۔ اس حسد اور بغض کی وجہ سے وہ تمہاری کسی نیکی اور خوبی کو برداشت نہیں کرسکتے اور چاہتے ہیں کہ تم ان کے ساتھ جا ملو اور ان جیسے ہو جاؤ۔

آج منکرین فیضان ختم نبوت اور مکفرین و مکذبین حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے جماعت احمدیہ مسلمہ کو بھی کچھ ایسی ہی صورتحال کا سامنا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ باوجود قلیل تعداد اور محدود وسائل ہونے کے عالمگیر سطح پر ان سے بڑھ کر خدمت اسلام کی توفیق پا رہی ہے۔ دنیا کی متعدد زبانوں میں تراجم قرآن کریم اور دیگر اسلامی لٹریچر طبع کرکے منظم طور پر اسے عام کر رہی ہے۔ ہر سال اس جماعت کے ذریعہ لاکھوں مشرک، بت پرست اور عیسائی اور دہریہ افراد کو کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھ کر دین اسلام میں شمولیت کی توفیق نصیب ہو رہی ہے۔ اس جماعت کے افراد خود ان کے ہمخیال مسلمانوں کی نسبت اسلامی شعائر کا زیادہ احترام کرنے والے اور اسلامی اقدار پر زیادہ مضبوطی سے قائم ہیں۔ منبر پر چڑھ کر وہ جو چاہیں کہیں، اخبارات میں جو چاہیں بیان دیں لیکن ان کے دل اس بات پر گواہ ہیں اور بسااوقات نجی مجالس میں وہ اس بات کا اعتراف بھی کرتے ہیں کہ احمدی مسلمانوں کے اخلاق دوسرے مسلمانوں سے زیادہ اچھے ہیں۔ انکا تقویٰ، راست گفتاری، امانت و دیانت، ذکر الٰہی اور عبادت کا معیار دوسرے مسلمانوں سے بہت بلند ہے۔ وہ پیرپرستی، قبر پرستی اور دیگر طرح طرح کی ان بدعات اور مشرکانہ رسومات سے بھی محفوظ ہیں جن میں بدقسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت مبتلا ہوچکی ہے۔ انہیں اس بات کا بھی تجربہ ہے کہ احمدی کسی قسم کی حرص اور لالچ اور دنیوی مفادات سے بالا بنی نوع انسان کے سچے ہمدرد اور خیرخواہ ہیں۔ لیکن انہیں یہ خوبیاں ایک آنکھ نہیں بھاتیں اور وہ شدید حسد اور بغض کا شکار ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح احمدیوں کو بھی ان خوبیوں سے، ان اعلیٰ اخلاق سے محروم کردیا جائے اور جس طرح بھی بن پڑے دنیا کو یہ باور کرایا جائے کہ احمدیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں خواہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انہیں کتنا ہی جھوٹ کیوں نہ بولنا پڑے اور کیسی ہی بھیانک اور ناپاک الزام تراشیوں اور افتراء پردازیوں اور ظلم و تعدی سے کام کیوں نہ لینا پڑے۔ چنانچہ وہ اپنی تمام طاقتیں اس بات کے لئے خرچ کر رہے ہیں کہ کسی طرح احمدی اسلام سے اپنا تعلق کاٹ ڈالیں اور اعلان کریں کہ اسلام جھوٹا دین ہے۔ محمدؐ اللہ کے رسول نہیں۔ قرآن بھی خدا کا کلام نہیں۔ تب انہیں اطمینان ملے گا۔ چنانچہ آئے دن حکومت پاکستان سے مطالبے کئے جاتے ہیں کہ انہیں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے روکا جائے۔ یہ نمازیں نہ پڑھیں، اذان نہ دیں، قرآن کی تلاوت نہ کریں۔ وغیرہ وغیرہ اور اگر ایسا کریں تو ان کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے اور سخت سزائیں دی جائیں۔ چنانچہ حکومت بھی انکی ہمنوائی میں احمدیوں کے خلاف سخت اقدامات کرتی ہے اور آئے دن احمدیوں کو قسما قسم کے مصائب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

حیرت ہوتی ہے کہ یہ منکرین و معاندین کبھی اپنے گریبان میں نہیں جھانکتے۔ اپنے ماحول پر نظر نہیں ڈالتے۔ یہ ملاں جب کسی احمدی کو نماز پڑھتے، قرآن کی تلاوت کرتے یا کسی کو السلام علیکم کہتا ہوا دیکھتے ہیں تو انکے سینوں میں آگ لگ جاتی ہے لیکن کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ خود ان کے اپنے شہر اور محلہ میں ان کے ہمخیال، ہم عقیدہ مسلمانوں میں سے کتنے ہیں جنہیں کلمہ شہادۃ بھی پوری طرح یاد نہیں، جنہیں وضو کا طریق معلوم نہیں، جو سادہ نماز بھی نہیں جانتے، جو نماز کے ترجمہ سے کلیتہً ناواقف ہیں، جو ان کی مساجد کے لاؤڈ سپیکروں سے پانچ وقت اذان کی آواز سنتے ہیں لیکن مسجد میں نہیں آتے۔ اور کتنے ہی ان کے ساتھی ایسے ہیں جنہیں قرآن پڑھنا نہیں آتا۔ کبھی ان کے دل میں اس بات پر درد پیدا نہیں ہوتا کہ ان کے شہر اور محلہ کی گلیوں میں السلام علیکم کی بجائے ایک دوسرے کو ملتے وقت کیسی غلیظ گالیاں دی جاتی ہیں اور ان کی گفتگو میں کیسی فحش زبان استعمال کی جاتی ہے۔ آپ کبھی کسی ملاں کو اس غم میں گداز نہیں پائیں گے کہ اس کے ہمنوا، اس کے فرقہ کے لوگ جھوٹ، رشوت، بددیانتی، خیانت اور دیگر اخلاقی برائیوں میں ملوث ہیں۔ اسے یہ سب کچھ گوارا ہے۔ اس سے اس کے اسلام کو کوئی خطرہ نہیں۔ اس کے نزدیک یہ سب حرکتیں مسلمانوں کو زیبا ہیں اور وہ ان تمام افعال قبیحہ کے باوجود مسلمان اور "تحفظ ختم نبوت" کے مجاہد اور اسلام کے محب اور جانثار ہیں۔ لیکن اگر کوئی احمدی السلام علیکم کہے، قرآن کی تلاوت کرے، اپنے گھر یا اپنی مسجد پر کلمہ لکھے، اذان دے، نماز پڑھے تو ان کا خون کھولنے لگتا ہے اور گلے پھاڑ پھاڑ کر لوگوں کو کہتے ہیں کہ یہ غیر مسلم ہے۔ یہ ایسے اعلیٰ درجہ کے نیک کام کرتا ہے یہ اسلام کا دشمن ہے۔ اسے پکڑو، اسے سزا دو، جیل میں ڈالو، اس کا گھر بار نذر آتش کردو، اسے قتل کردو۔

اے پئے تکفیر ما بستہ کمر خانہ ات ویراں تو در فکر دگر

صد ہزاراں کفر در جانت نہاں رو چہ نالی بہر کفر دیگراں

خیز و اول خویشتن را کن درست نکتہ چیں را چشم می باید نخست

اے وہ شخص جس نے ہماری تکفیر پر کمر باندھ رکھی ہے تیرا اپنا گھر تو برباد ہو رہا ہے مگر تو اوروں کی فکر میں ہے۔ لاکھوں کفر تو تیری اپنی ہی جان میں چھپے ہوئے ہیں۔ دور ہو، تو اوروں کے کفر پر کیا روتا ہے۔ اٹھ اور پہلے اپنے آپ کو ٹھیک کر۔ خود نکتہ چین کی اپنی آنکھ پہلے درست ہونی چاہئے۔

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا۔

(مسلم کتاب الفضائل باب کان رسول اللہ احسن الناس خلقا)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے

روک دیجئے

پڑھتے ہیں کیوں نماز انہیں روک دیجئے
اللہ سے ساز باز انہیں روک دیجئے

دن رات بھیجتے ہیں محمدؐ پہ کیوں درود
ہے اس میں کوئی راز انہیں روک دیجئے

یو۔ این۔ او میں کیوں سناتے ہیں قرآں کی آیتیں
حق پر ہے ان کو ناز انہیں روک دیجئے

دنیا سے واسطہ نہ سیاست سے ہے غرض
ہیں کتنے بے نیاز انہیں روک دیجئے!!

پھیلا رہے ہیں چار طرف انبیاءؑ کا نور
آتے نہیں ہیں باز انہیں روک دیجئے

تنویرؔ کی دعاؤں سے تھرا گیا فلک
اف اف یہ سوز و ساز انہیں روک دیجئے

(روشن دین تنویر)

بقیہ مختصرات

★ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بیان میں فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہاں سجدہ سے کیا مراد ہے؟
★ پاکستان میں جو تبدیلیاں واقعہ ہو رہی ہیں اور مولویوں کو پکڑا جا رہا ہے کیا اس سے ہم وہاں خوش آئند تبدیلیوں کی امید باندھنے میں حق بجانب ہیں؟
★ قیام پاکستان سے پہلے احمدیوں اور غیراحمدیوں میں زیادہ تعصب نہیں پایا جاتا تھا۔ اب ان میں دوری اور خلیج کیوں واقعہ ہوگئی ہے؟
★ اسلام میں خودکشی حرام ہے اور ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں لیکن آجکل خودکشی کے واقعات زیادہ ہو رہے ہیں اور ان کی نماز جنازہ بھی پڑھا دی جاتی ہے، اس کی وضاحت؟
★ سیٹلائٹ کی مجوزہ تبدیلی کے بارہ میں وضاحت کی درخواست اور اس کا تفصیلی جواب۔
★ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے سود کی حرمت بیان کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ملنے والی سودی رقم کو اشاعت اسلام پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔ اشاعت اسلام سے معین طور پر کیا مراد ہے؟

(ع۔م۔ر)

(آخری قسط)

جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تمام عالمی مسائل میں تقویٰ کی برکت سے وہ نور پا چکی ہے جس نور کی روشنی میں تمام اندھیروں کے ازالے کئے جائیں گے

جماعت احمدیہ کو ہندوستان میں خصوصیت سے قیام امن کی کوشش کرنے کی نصیحت

قادیان کے اس بابرکت جلسے میں جو درحقیقت کل عالم کا جلسہ ہے ہماری آواز قادیان کی نمائندگی میں سب دنیا میں پھیل رہی ہے

ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب قادیان کی زیارت کو جانے والوں کی تعداد لاکھوں سے ملینز تک پہنچ جائے گی

(خطاب سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۴ء برموقع جلسہ سالانہ قادیان بمقام مسجد فضل لندن، برطانیہ)

[یہ خطاب ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ براہ راست نشر کیا گیا]

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

انگلستان میں بھی جب اسی جلسے کی ایک شاخ منعقد ہوتی ہے جو مسیح موعود علیہ السلام کا عالمی جلسہ ہے اس موقع پر انگلستان کے احمدی جانتے ہیں کہ کس طرح مکان کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ کئی ایسے احمدی مخلصین ہیں جنہوں نے محنت کر کے، خرچ کر کے اپنے مکان میں کچھ اضافے کئے ہیں۔ عام طور پر اضافوں کی تمنا رہتی ہے اور شوق رہتا ہے مگر ان کے اضافوں کے پیچھے جب ان سے گفتگو ہوتی ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے جلسے کا تجربہ ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ آنے والے زیادہ ہو جاتے ہیں، سنبھالے نہیں جاتے، ان کو تکلیف ہوتی ہے اس لئے ہمیں ان کی خاطر اپنے مکان کو وسعت دینی چاہئے۔ پس جو شخص بھی اپنے مکان کو اس وجہ سے وسعت دیتا ہے کہ خدا کی خاطر آنے والوں کے تقاضے پورے ہوں اور یہ آنے والے مخلص ایک سالانہ جلسے پر ہی نہیں آتے آج کل یہ روزمرہ کا تجربہ ہے کہ جن گھروں میں ڈش انٹینا کی سہولت ہے ان گھروں میں کثرت سے اردگرد کے ہمسائے ڈش انٹینا کا فیض پانے کے لئے اس مائدہ سے غذا حاصل کرنے کے لئے پہنچتے ہیں۔ عموماً احمدی خواتین کی طرف سے خطوں میں یہ ذکر ملتا ہے، مردوں کی طرف سے بھی ملتا ہے مگر خواتین کو چونکہ انتظامات کرنے ہوتے ہیں گھر میں، اس لئے وہ تذکرہ کرتی ہیں اور بڑے جذبہ احسان مندی کے ساتھ اور شکر گزاری کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ تو اب ہمارے گھر تقریباً روز ہی جلسے بنا رہا ہے اور جگہ کی دقت کے پیش نظر پھر ہم یہ یہ کاروائیاں کرتے ہیں۔ اپنے روزمرہ کے سامان سمیٹ کر ایک طرف کر دیتے ہیں اور یہ بعض گھروں میں روزمرہ کا دستور بنا ہوا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے جو وعدے دیئے وہ بظاہر ایک ایک وعدہ دکھائی دیتا ہے مگر ہر نشان کی کوکھ سے بلاشبہ لاکھوں نشان پھوٹے اور پھوٹتے چلے جائیں گے۔ تو اسی طرح اس اللہ کی نعمتوں کے مائدے کو کھائیں جیسے اس بزرگ نے لڈو کھائے تھے۔ ایک ایک دانہ چنیں اس پر غور کریں تو پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا نے کس پیار اور محبت کے ساتھ جو وعدے فرمائے ان کو پورا کرنے کے سامان بھی اس رنگ میں فرما رہا ہے کہ انسان کا تصور بھی اس کو نہیں پہنچ سکتا تھا، ابھی بھی نہیں پہنچ سکتا کیونکہ یہ روزمرہ بڑھنے اور پھیلنے والا سلسلہ ہے۔

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس وقت کی کیفیت کو جن لفظوں میں بیان فرمایا ہے جو اب ایک وسیع تر عالمی حالت بن چکی ہے وہ یہ الفاظ تھے۔ ہاں وہ بات میری درست تھی کہ آغاز ہی میں یہ الہام ہوا ہوگا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۷ء کی تحریر میں یہ لکھا ہے "ایک عرصہ ہوا کہ مجھے الہام ہوا تھا" تو اسی وجہ سے میرے ذہن پر اثر تھا کہ احمدیت کے آغاز ہی میں غالباً یہ الہام ہوا ہوگا۔ بہت سے ایسے الہامات تھے جو بعد میں پورے ہوئے مگر احمدیت کے آغاز سے بھی پہلے براہین احمدیہ کے دور میں وہ الہامات ہو چکے تھے اور وہ براہین احمدیہ میں درج تھے، فرماتے ہیں:

"یعنی اپنے مکان کو وسیع کر۔ کہ لوگ دور دور کی زمین سے تیرے پاس آئیں گے۔ سو پشاور سے مدراس تک تو میں نے اس پیش گوئی کو پورا ہوتے دیکھ لیا مگر اس کے بعد دوبارہ یہی الہام ہوا"۔

یعنی بعض الہامات بار بار ہوئے یہ توجہ دلانے کی خاطر کہ ان کا سلسلہ ختم نہیں ہوا، جاری ہے اور مزید شان کے ساتھ پورے ہونے والے ہیں

"جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ پیش گوئی پھر زیادہ قوت اور کثرت کے ساتھ پوری ہوگی۔ واللہ یفعل مایشاء۔ لامانع لما اراد"

(اشتہار ۱۷ فروری ۱۸۹۷ء)

اس کا ترجمہ ہے اللہ جو چاہتا ہے وہ ضرور کرتا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کے ارادے کی راہ میں حائل ہو سکے۔

پس یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اظہار ہے یہ آج ہم نے سب دنیا میں بڑی عظیم شان کے ساتھ پورا ہوتے دیکھا ہے۔ لیکن اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظاہری بے سروسامانی کی حالت میں اس الہام کے ظاہر کو پورا کرنے کی جس طرح کوشش فرمائی وہ بھی بہت ہی پیارا ایک انداز تھا اور آئندہ آنے والی تمام کوششوں کا وہ سرچشمہ تھا۔ اسی کے پیٹ سے یہ سب کوششیں پھوٹ رہی ہیں اور پھوٹتی چلی جائیں گی۔

"حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میاں محمد عبداللہ سنوری نے بیان کیا کہ حضور (علیہ السلام) کو جب "وسع مکانک" (یعنی اپنا مکان وسیع کر) کا الہام ہوا (یہ غالباً دوسرے الہام کی تکرار کے بعد کا واقعہ ہے) تو حضور نے مجھ سے فرمایا کہ مکانات بنوانے کے لئے تو ہمارے پاس روپیہ ہے نہیں۔ اس حکم الٰہی کی اس طرح تعکمیل کر دیتے ہیں کہ دو تین چھپر بنوا لیتے ہیں"۔

یہ ہے عشق الٰہی، یہ ہے الہامات پر ایمان اور یقین اور وہ جذبہ جس کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ اللہ کی رضا پوری کرنے پر مستعد رہتے تھے۔ اور یہ جاہل لوگ جو مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہیں اور ٹھٹھے کرتے ہیں بڑے ہی بدنصیب لوگ ہیں۔ خدا کے ایسے پاک بندوں پر، ایسے عشاق پر جو ہمہ تن اسی کے ہو چکے ہوں اور اپنی بے سروسامانی کی حالت کے باوجود کسی نہ کسی رنگ میں الہام کے مفہوم کو سمجھتے ہوئے کہ یہ وسیع تر مضامین پر مشتمل ہے، ظاہر پر بھی عمل کرنے میں اس طرح کوشاں ہوں ایسے پاک وجود کے متعلق کسی کا زبان دراز کرنا کہ نعوذباللہ جھوٹا ہے اور اپنی طرف سے الہامات گھڑ لیتا ہے، بہت بڑا ظلم ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ پھر کیا فرمایا۔ وہ عبداللہ سنوری صاحب بیان کرتے ہیں:

"حضور نے مجھے اس کام کے واسطے امرتسر حکیم محمد شریف صاحب کے پاس بھیجا جو حضور کے پرانے دوست تھے اور جن کے پاس حضور اکثر امرتسر میں ٹھہرا کرتے تھے تاکہ میں ان کی معرفت چھپر باندھنے والے اور چھپروں کا سامان لے آؤں"۔

تو اب آپ دیکھیں قادیان کا یہ حال تھا کہ چھتیس (۳۶) میل کے دائرے میں امرتسر کے سوا کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا تھا جو چھپر بنانا بھی جانتا ہو اور چھپر بنانے کا سامان بھی وہاں میسر آئے۔ ایسی بستی تھی جہاں یہ آواز بلند ہوئی ہے اور یہ وہ زمانہ تھا جب یہ بے کسی کی حالت تھی ظاہری دنیا کے لحاظ سے کہ کوئی بھی سامان میسر نہیں تھے مگر دل کی تمنا تھی، ایک بے انتہا جذبہ عشق تھا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مجبور کر دیا کہ خدا کے الفاظ کو جس طرح بھی بن پڑے ضرور پورا کروں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے بھجوایا۔

"چنانچہ میں جا کر حکیم صاحب کی معرفت امرتسر سے آدمی اور چھپر لے آیا اور حضرت صاحب نے اپنے مکان میں تین چھپر تیار کروائے۔ یہ چھپر کئی سال تک رہے پھر ٹوٹ گئے"۔

(سیرت المہدی حصہ اول، صفحہ ۱۲۶، مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

لیکن وہ چھپر ٹوٹے پھوٹے نہیں، یہ چھپر تو اب سب دنیا پر سایہ فگن ہیں۔ اب آپ قادیان جا کر دیکھیں کیسی کیسی شاندار نئی عمارات قادیان کی ضرورت کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر کو بنانے کی توفیق مل رہی ہے۔ ایسے ایسے خوبصورت اور وسیع مکانات اور مہمان خانے تیار ہو چکے ہیں جن کو پنجاب کے لوگ بعض دفعہ دور دور سے دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ اور وہ چند عمارتیں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں جہاں جہاں جلسے ہو رہے ہیں یا روزانہ ٹیلی ویژن کے ذریعے دین کی باتیں سننے کے لئے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے وہ سارے کیا ہیں یہ انہی تین چھپروں کے سائے ہیں، انہیں کا امتداد ہے۔ وہ چھپر بڑھ کر اب بڑی بڑی عمارتوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ جہاں جہاں بھی آپ مشن ہاؤسز کی تعمیر کا ارادہ کرتے ہیں انہی تین چھپروں کے سائے تلے ہی وہ مشن ہاؤس برکت پاتے ہیں، آپ کے ارادے برکت پاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو پھر توفیق بخشتا ہے کہ بڑھتی ہوئی دینی ضروریات کے لئے زیادہ سے زیادہ عمارتی ضرورتیں پوری کریں اور اس پہلو سے اگر آپ ان باتوں کو سوچ کر ان کاموں میں حصہ لیا کریں تو دیکھیں کتنا لطف بڑھ جائے گا اور کچھ اور ہی نشہ مالی قربانی میں حاصل ہوگا۔

ویسے تو ہر احمدی جب ان نیک کاموں میں مالی قربانی میں حصہ لیتا ہے تو اس کا دل اس کی روح اس قربانی میں شامل ہو کر خاص لذت محسوس کرتے ہیں۔ دنیا والے سمجھتے ہیں کہ شاید ان لوگوں پر چٹی ہے۔ بعض لوگ نادانی میں یہ لکھ بھی دیتے ہیں یعنی احمدی ہونے کے باوجود بھی کہ مالی نظام تو بہت پھیل رہا ہے، بہت سی شقوں کے اضافے ہو گئے ہیں۔ اب وقت ہے کہ ان کو سمیٹا جائے ورنہ لوگوں پر مختلف قسم کے بوجھ بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ آج یہ چندہ لینے والے آ گئے کل دوسرے چندہ لینے والے آ گئے اور یہ سلسلہ بڑھتا چلا جا رہا ہے اور پریشان ہوتا چلا جا رہا ہے۔ میں نے ایک ایسے ہی بزرگ کو جنہوں نے نیک نیتی سے لکھا یہ جواب دیا کہ جب خدا یہ سلسلہ پھیلا رہا ہے تو میں ہوتا کون ہوں ان کو تنگ کرنے کی سوچنے والا۔ میری کیا مجال ہے۔ یہ آسمان کے فیصلے ہیں اور یہ بڑھیں گے اور جو یہ فیصلے فرما رہا ہے توفیق بھی اسی سے ملتی ہے اور وہ اس توفیق کو ضرور بڑھاتا چلا جائے گا اور بڑھا رہا ہے۔ کس دن ہمیں اس بات پر دکھ پہنچا ہے کہ ہماری ضرورتوں کے لئے ایک نئی تحریک ہوئی اور احمدی دروازے اس پر بند کر دئے گئے اور یہ جواب دے کر لوگوں کو واپس لوٹایا گیا کہ بس بہت کچھ ہو چکا اب مزید کی توفیق نہیں۔ احمدی گھر تو یا دل تو عمرو عیار کی زنبیل

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

ہے جس زنبیل کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ وہ ہر ضرورت کے وقت پھیلتی چلی جاتی تھی اور اس میں جتنی بھی چیزیں ڈال لو وہ ساری اس میں سمٹ آتی تھیں اور ضرورت کے وقت جب عمرو کو ضرورت پڑتی تھی تو اسی چھوٹی سے تھیلی میں جو وزن کے لحاظ سے بہت ہونے کے باوجود ہاتھ میں ہلکی بھی دکھائی دیتی تھی اور وسعت کے لحاظ سے چھوٹی دکھائی دینے کے باوجود ہر چیز کو سمیٹے ہوئے تھی۔ اس میں وہ ہاتھ ڈالتا تھا اور ضرورت کی ہر چیز اس میں سے نکال لیتا تھا۔ یہ کہانی کی بات ہے مگر میں نے تو اس کہانی کو احمدی جیبوں کی صورت میں ہمیشہ پورے ہوتے دیکھا ہے اور یہ جو جیبیں ہیں یہ دراصل دلوں میں بن رہی ہیں۔ یہ اخلاص کی جیبیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص کی جیبوں کو وہ برکت ملتی ہے جو ظاہری برکتوں میں بھی تبدیل ہوتی چلی جاتی ہے۔

تبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے جنہوں نے یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ اس راہ میں جو خرچ کریں گے تو تنگی پیش آئے گی فرمایا یہ شرک ہے۔ فرماتے ہیں میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب سے سب ضرورتیں پوری کرتا چلا جاتا ہے۔ پس یہ عالمگیر جماعت اس بات کی گواہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ کا جو سلوک اس زمانے میں تھا وہ آج بھی خدا کے فضل سے جاری و ساری ہے اور تمام دنیا میں اسی طرح جماعت کی جیبیں برکت پا رہی ہیں کہ ان کے دل بابرکت ہیں، ان کے دلوں میں اللہ کی محبت موجود ہے اور اس محبت کے فیض کی وجہ سے ان کے حوصلے بلند ہیں اور وسیع تر ہیں۔ اس لئے دنیا کے معاملات پر ان کو نہ پرکھیں، یہ نہ سمجھیں کہ جب ایک چندہ لینے والا جاتا ہے تو جس سے چندے کا مطالبہ کیا جاتا ہے اس پر بوجھ پڑے گا۔ جن پر بوجھ پڑتا ہے ان پر بوجھ پڑھنا چاہئے نہیں کیونکہ سلسلے کی طرف سے کوئی جبر نہیں۔ جو بوجھ محسوس کرتے ہیں سلسلے کے کارکن اور خدمت کرنے والوں کو یہی ہدایت ہے اور یہی تربیت ہے کہ شکریہ ادا کر کے دعا کر کے واپس آجایا کریں۔

ایک فقیر جب اپنے لئے بھیک مانگنے کے لئے نکلتا ہے تو وہ بھی دعا دے کر ہی واپس آجاتا ہے۔ آپ تو خدا کی خاطر نکلتے ہیں اس لئے آپ کے لئے تو تخفیف کا کوئی سوال نہیں۔ آپ اس کے محسن بنتے ہوئے اسے دعا دیتے ہیں، اپنی شرم مٹانے کے لئے نہیں دیتے۔ پس یہ سلسلہ جب جاری و ساری ہوتا ہم نے دیکھا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان آغاز کے تجربوں کی یاد پھر تازہ ہو جاتی ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ یہ وہی نیک تمنائیں تھیں، وہی دعائیں تھیں، وہی تجربے تھے جو اب عالمگیر ہو چکے ہیں اور "وسع مکانک" کی خوش خبری جو قادیان میں تین چھپروں کے ذریعے ابتداء میں پوری کی گئی اب عالمگیر عظیم احمدی عمارتوں کی صورت میں ظاہر ہو چکی ہے اور ہوتی چلی جا رہی ہے۔

اب میں مختصراً ہندوستان کی جماعت کو خصوصیت سے اور اہل ہندوستان کو بالعموم مگر پورے گہرے دلی جذبے کے ساتھ امن عالم کے قیام کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ انسان کو، انسان کے امن کو ہر طرف سے مختلف جہتوں سے مختلف نوع کے خطرے درپیش ہیں اور دن بدن انسان کی اخلاقی قدریں زخمی ہو رہی ہیں یا مرتی چلی جا رہی ہیں جس کی وجہ سے سیاست پر بھی گہرا اثر ہے۔ اور سیاست دان ملک کو امن اور سکون دینے کی بجائے اپنی سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے ایسے فیصلے کر بیٹھتے ہیں جو نہ ان کے ملک کے لئے مفید ہیں نہ بین الاقوامی تعلقات کے لئے مفید ہیں۔ اور عالمی سطح پر جب یونائیٹڈ نیشنز کے فیصلے ہوتے ہیں اس وقت بھی دلوں کی نیتیں خالصۃً للہ یا اگر لوگ ایمان نہیں رکھتے تو خالصۃً عوام کی خاطر بنی نوع انسان کی خاطر فیصلے نہیں کرتے۔ وہ نیتیں فیصلے کرتی ہیں اپنے محدود مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس لئے جب نیتوں کے سفر کا پہلا قدم ہی غلط اٹھتا ہے تو وہ تمام اس کے عمل، نیتوں کے سفر میں جو عمل رونما ہو رہے ہوتے ہیں، جو قدم کسی سمت میں اٹھ رہے ہوتے ہیں ان میں سے ہر قدم بنی نوع انسان کے لئے خطرہ بن جاتا ہے اور یہ کوئی مبالغہ آمیز اظہار بیان نہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ لفظاً لفظاً درست اور روحاً اور معناً بھی درست ہے اور یہی کچھ ہو رہا ہے۔ اس لئے ہمیں ایک عالمی جدوجہد کرنی چاہئے لوگوں میں قیام امن کی ذمہ داری کا احساس بیدار کرنے کے لئے اور ان کی مدد کرنی چاہئے کہ جس طرح بھی ہو سکے انہیں سمجھائیں، ان کی منتیں کریں، ان کے پاؤں چھو کر بھی کہنا پڑے تو انہیں بتایا جائے کہ انسان کے لئے جو جہنم اس دنیا میں تیار ہو رہی ہے وہ خود انسانوں کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی جہنم ہے۔ اس لئے آخری دنیا کی جزا سزا پر ایمان رکھتے ہو یا نہ رکھتے ہو اس جہنم سے تو اپنے ہاتھ اٹھا لو اور کھینچ لو جو خود تمہارے اپنے ہاتھ اپنے ہم وطنوں کے لئے تیار کرتے ہیں اور مختلف عذرات رکھ کر بے دھڑک اور بے حیا ہو کر اس جہنم کی تیاری کرتے چلے جاتے ہیں۔ کہیں یہ جہنم مذہبی علماء تیار کر رہے ہیں۔ کہیں یہ جہنم سیاسی رہنما تیار کر رہے ہیں۔ کہیں یہ جہنم اقتصادی رہنما تیار کر رہے ہیں۔ کہیں یہ جہنم تہذیب و تمدن کے رہنما جو تہذیب و تمدن کے نقوش بناتے ہیں اور انہیں جاری کرتے ہیں وہ تیار کر رہے ہیں۔ غرضیکہ انسانی زندگی کے جس پہلو پر بھی آپ نگاہ ڈالیں وہاں آپ کو جہنم ہی کی تیاریاں دکھائی دیتی ہیں۔ اور وہ جہنم بنانے والے جس جہنم میں اپنے ساتھیوں کو جھونکتے ہیں نہ وہ اگلی دنیا میں کسی جنت کی توقع رکھنے کے حق دار ہیں، نہ وہ جہنم میں جھونکے ہوئے یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ اس دنیا میں جہنم میں جھونکے گئے تو اگلی دنیا میں خیر پائیں گے۔ صرف ایک استثناء ہے اس میں جس کا قرآن کریم میں ذکر موجود ہے کہ اگر تم خدا کی خاطر اس دنیا میں جہنم قبول کرتے ہو اور دنیا کی آگ کو اللہ کی رضا کی خاطر اس طرح اپنا لیتے ہو کہ تمہیں اس میں جھونک بھی دیا جائے تو تم ایک ذرہ بھر پروا نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے لئے خدا کا وعدہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ آئندہ دنیا میں ان کو یقینی جنت کی خوش خبری دی جاتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دنیا میں بھی آگ کو ان نیکوں کی خاطر ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے "یا نار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراہیم" یہ آواز آسمان سے اترتی ہے کہ اے میرے فرشتو! تم ان بندوں کی خدمت پر مامور ہو جاؤ۔ اور آگ کے فرشتوں کو یہ حکم ہے ورنہ آگ بے جان ذات اپنی ذات میں تو کچھ بھی شعور نہیں رکھتی۔ یہ دراصل آگ کے نظام پر قابو پانے والے، اختیار رکھنے والے فرشتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اس آگ کو یہ اجازت نہیں ہوگی کہ ابراہیم اور ابراہیم جیسے لوگوں کو جلا سکے۔ پس اے آگ میرے ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا اور ایسا ہی ہوا۔ اور اس ابراہیم کے قدموں کے فیض سے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے گھروں کی آگیں بجھی ہوئی ہیں، ان کے جلتے ہوئے دلوں کو طمانیت نصیب ہوئی ہے اور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ یہ وہ ابراہیم ہے جسے ابوالانبیاء کا خطاب دیا گیا اور بائبل میں اسے Patriarch کہا جاتا ہے یعنی خاندانوں کا سربراہ اور بعض بائبل کے جو Commentators ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد دراصل تمام دنیا کا باپ ہے اور انبیاء کا باپ کہا جائے تو حقیقت میں تمام دنیا کا باپ اس کا مضمون اس کے اندر داخل ہے۔

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا میں ذکر کر رہا ہوں جو ابوالانبیاء تھے، ان کو فرمایا گیا کہ تیرے لئے جو آگ بھڑکائی جائے گی اسے ٹھنڈا ہونا پڑے گا، اسے میرا امر ہے، میرا اذن ہے کہ اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا۔ یہ کوئی تاریخی واقعہ ایسا تو نہیں جیسے ڈائنا سورز (Dinosaur) کی کہانیاں ہوں کہ وہ نسل آئی اور ہمیشہ کے لئے وہ صفحہ ہستی سے مٹا دی گئی۔ یہ ابراہیم وہ ابراہیم ہے جس کو وعدہ تھا کہ تیری نسل میں سے ایسے لوگ اس کثرت سے پیدا کروں گا کہ ریت کے ذروں کا گننا تو ممکن ہو سکتا ہے، آسمان کے ستاروں کا شمار تو ممکن ہو سکتا ہے لیکن اے ابراہیم تیری نسل کا شمار ممکن نہیں رہے گا۔ یہ ظاہری تعداد کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ مگر قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو مکالمہ مخاطبہ فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے ذریت کا ان عمومی معنوں میں ذکر کیا اپنی دعا میں "ومن ذریتی" تو اللہ تعالیٰ نے اس ذریت کو ذریت میں شمار نہیں فرمایا۔ اس ذریت کو ذریت میں شمار نہیں فرمایا جو اللہ کی ہدایت کی راہوں سے ہٹ کر آنے والی تھی۔ فرمایا میرا عہد جو میں تیرے ساتھ باندھ رہا ہوں انہی کو پہنچے گا جو ایمان رکھنے والے ہونگے اور نیک عمل کرنے والے ہونگے۔ تو میں اللہ کے عہد کی بات کر رہا ہوں۔ ابراہیم کے لئے جو آگ ٹھنڈی کی گئی وہ آئندہ اگر لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں کے لئے ٹھنڈی کی جانے والی تھی اور ان سے خدا کا وہی وعدہ جاری و ساری رہنا تھا جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا گیا تو اس دنیا کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ابراہیمی مزاج اور ابراہیمی روح کی ضرورت ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو خوش خبری دی گئی وہ ابراہیم کے نام اور ابراہیم کے لقب کے ساتھ دی گئی ہے اور فرمایا اے ابراہیم یعنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ وقت کا ابراہیم فرماتا ہے اور پھر آگ کے تعلق میں فرماتا ہے، الہام ہوا ہے "آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے" اب یہ لفظ بعینہ وہ ہوں یا نہ ہوں میرے سامنے یہ الہام نہیں ہے لیکن میں مضمون کے طور پر یہ پڑھ رہا ہوں۔ قطعی طور پر، یقینی طور پر یہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مبشر الہام میں موجود ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ ہمارے غلاموں کی بھی غلام ہے۔

پس آپ ابراہیمؑ کی نسل کی وہ ذریت ہیں۔ اے جماعت احمدیہ عالمگیر! آپ ابراہیم کی نسل کی وہ ذریت ہیں جس ذریت کے متعلق خدا نے وعدہ فرمایا تھا کہ میرا عہد ان کو ضرور پہنچے گا۔ پس اس فیض کی برکت سے جو از سر نو ابراہیم کے وقت کے، ابراہیم کے زمانہ کے ذریعے سے جاری کیا گیا ہے، جو اس دور کے ابراہیم کے ذریعے سے جاری کیا گیا ہے، آپ سب کو اللہ تعالیٰ نے آگ پر غلبہ پانے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ اس یقین کے ساتھ تمام دنیا کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کا عزم لے کر، اور کامل اعتماد کے ساتھ کہ آپ میں یہ صلاحیت موجود ہے اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے عالمگیر جہاد شروع کریں۔ اور حضرت ابراہیمؑ کے اس فیض کی جو قادیان میں از سر نو ظاہر ہوا جو سو سال سے پہلے آسمان سے ایک آواز بن کر اترا کہ اس دور کے لئے بھی میں نے ایک ابراہیم جاری فرمایا ہے، از سر نو قائم کیا ہے اور اس کے فیض سے اس کے غلاموں میں بھی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی تاثیر عطا کرنے والا ہوں۔ اس قادیان کے جلسے میں ہم پر فرض ہے کہ اس کے ماحول کے رہنے والوں کو اور اس ملک کے رہنے والوں کو جو آج بھی ہندوستان کہلاتا ہے خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائیں کہ امن عالم کے قیام کی خاطر پہلے اپنے ملک کی آگیں تو ٹھنڈی کر لو۔ اور اگر تمہیں توفیق نہیں ہے تو جماعت احمدیہ کو خدا نے اس بات کی رہنمائی کی صلاحیت بخشی ہے۔ کیونکہ جماعت کی سوچیں تقویٰ پر مبنی سوچیں ہیں۔ جماعت احمدیہ خدا کے فضل کے ساتھ تمام عالمی مسائل میں تقویٰ کی برکت سے وہ نور پا چکی ہے جس نور کی روشنی میں تمام اندھیروں کے ازالے کئے جائیں گے اور جس نور کی روشنی میں ایک دفعہ پھر اندھیروں کو دنوں میں تبدیل کیا جانے والا ہے۔ اور آگ میں بھی ظلمات مضمر ہوتی ہیں۔ آگ اور نور میں فرق ہے۔ آگ جلا کر خاکستر کر دیتی ہے اور اندھیرے پیدا کرتی ہے، روشنیوں کو کھا جاتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ گمراہوں کی طرف آگ کا تصور منسوب فرمایا ہے اور نیک پاک بندوں کی طرف نور کا تصور فرمایا ہے اور فرق بہت معمولی سا دکھائی دیتا ہے۔ نار میں الف ہے اور نار کا مطلب ہے آگ۔ اور نور میں واؤ ہے اور معنوں میں دیکھیں کتنا فرق پڑ گیا ہے روشنی۔ اور آگ میں بھی ایک روشنی پھوٹتی ہے لیکن نور کی روشنی آگ کی طرح بھسم نہیں کرتی۔ اور نور ہی کی روشنی ہے جن کے فائق ہونے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمی صفت لوگوں کو عطا فرمایا ہے۔ پس احمدیت کو جو نور خدا نے عطا کیا ہے یہ تقویٰ کا نور ہے اور اس میں کوئی احتراقی صفات یعنی آگ والی باتیں موجود نہیں ہیں۔ جو آگ کی پرورش کرنے والے لوگ ہیں اور آگ کی پوجا کرتے ہیں ان کی باتوں میں آگ کو ٹھنڈا کرنے کی صلاحیت ممکن ہی نہیں کیونکہ آگ آگ کو کھاتی ہے اور اندھیرے پیدا کرتی ہے اور آگ کا جو آخری اثر ہے وہ سیاہی ہے۔ دیکھیں جہاں جہاں آگیں لگتی ہیں وہ اچھی بھلی رونق والے آنکھوں کو لذت عطا کرنے والے

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

جرمنی سے پاکستان یا کسی بھی ملک کے
ہوائی سفر کے لئے
ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں

ماہ دسمبر میں پی۔ آئی۔ اے۔ یا کسی بھی دوسری ائر لائن سے پاکستان کے سفر کے لئے ابھی سے اپنی نشست بک کروا لیں۔ ارادہ بدلنے پر Cancellation چارجز نہیں لئے جائیں گے۔

Irfan Khan,
Goldwing Trade & Travel Frankfurt
Tel: 069 - 567262, Fax: 069 - 5601245

خطبہ جمعہ

عرش کا اعلیٰ اور ارفع معنی جو اس دنیا میں ہمیں دکھائی دیتا ہے وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل ہے جس پر عرش الٰہی جلوہ گر ہوا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۵ء مطابق ۲۰ اخاء ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۝۱۷
وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۗ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝۱۸
يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝۱۹ (الحاقۃ: ۱۷ تا ۱۹)

اللہ تعالیٰ کی صفات کے تعلق میں عرش کا کیا مفہوم ہے اس سلسلے میں دو خطبے پہلے گزر چکے ہیں اب یہ تیسرا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ میں نے بیان کیا تھا کہ قرآن کریم میں کہیں بھی واضح طور پر فرشتوں کے عرش اٹھانے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ ہاں استنباط کے طور پر، تشریحی ترجمے کے طور پر یہ ترجمہ ضرور ملتا ہے کہ فرشتے وہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہونگے۔ اس ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر صغیر سے بھی حوالہ پیش کیا تھا کہ آپ نے بھی فرشتوں کے اٹھانے کا ذکر کیا ہے اس لئے کہیں کوئی اس مخمصے میں نہ پھنس جائے کہ گویا نعوذ باللہ میری بات میں اور حضرت مصلح موعودؓ کی بات میں تضاد ہے۔ کوئی تضاد نہیں بلکہ میں نے توجہ دلائی کہ حضرت مصلح موعودؓ فرشتوں کا جو مفہوم سمجھتے ہیں جس کو اپنی کتاب ملائکۃ اللہ میں بیان کیا ہے اس کی رو سے یہ ترجمہ جائز بنتا ہے مگر وہ ترجمہ نہیں جو عامۃ الناس کے تصور میں فرشتوں کے اٹھانے کا خیال موجود ہے وہ بالکل غلط تصور ہے اس پر مبنی ہر خیال بھی غلط ہے۔

اس ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک حوالہ مجھے کراچی سے صغیر احمد صاحب چیمہ نے بھجوایا ہے جو اسی بات پر مزید روشنی ڈال رہا ہے جو میں نے بیان کی تھی، فرماتے ہیں:

"ملائکہ تمام نظام عالم کی ابتدائی کڑیاں ہیں اور خدا تعالیٰ کے حکم کو چلانے والے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے "الذين يحملون العرش و من حوله يسبحون بحمد ربهم و يومنون به و يستغفرون للذين آمنوا" (المومن: ۸)۔ (یہ ترجمہ نہیں ہے معنے بیان فرمائے گئے ہیں) یعنی فرشتے جو عرش کو اٹھا رہے ہیں اور وہ بھی جو عرش کے گرد ہیں اپنے رب کی حمد کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور مومنوں کے قصوروں کے لئے معافی کی دعاؤں میں لگے رہتے ہیں۔ عرش کے معنے سورہ یونس نوٹ پانچ میں بیان کئے گئے ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ اس سے مراد صفات الٰہیہ کے ظہور کے ہیں"۔

یعنی عرش کوئی ایسی چیز نہیں جسے کوئی کندھا دے کر اٹھالے۔ تو فرشتوں کا صفات الٰہی سے تعلق ہے اور قرآن کریم سے یہ قطعی طور پر ثابت ہے اور وہ آیات بھی اور اس سلسلے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جہاں عرش اور فرشتوں کا اکٹھا ذکر فرمایا ہے وہ میں حوالے آج آپ کے سامنے رکھوں گا تاکہ یہ مضمون پوری طرح کھل جائے، فرماتے ہیں:

"عرش کو اٹھانے کے یہ معنے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کو ظاہر کرتے ہیں"

اس سے زیادہ کوئی معنے نہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس مضمون کو اسی طرح کھولا ہے اور جو میں بات بیان کر رہا ہوں وہ بھی بعینہ یہی ہے کہ فرشتوں کے اس طرح کسی چیز کو اٹھانے کا قطعاً کوئی ذکر نہیں ملتا گویا وہ کوئی مادی چیز ہو جو فرشتوں کے کندھے پر رکھی گئی ہو بلکہ اس آیت کریمہ کی تشریح جو غالباً میں نے پچھلی دفعہ کی تھی، مگر نہیں بھی کی تو میں آپ کو بتاتا ہوں، اس کی رو سے میں اول اس آیت کا اطلاق حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر کرتا ہوں۔ اور وہی دعائیں جو فرشتوں کی بتائی گئی ہیں وہی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی تھیں۔ وہی تھے جو دن رات مومنوں کے لئے دعائیں مانگا کرتے تھے ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تھے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دل پر جس طرح صفات باری تعالیٰ جلوہ گر ہوئی ہیں قرآن سے ثابت ہے کہ فرشتوں کے سردار پر بھی اس طرح صفات باری تعالیٰ جلوہ گر نہیں ہوئیں۔ ورنہ معراج کی شب حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قرب الٰہی کے لحاظ سے اس مقام تک نہ پہنچتے جس پر جبرائیل نہ پہنچ سکا اور یہ محاورہ استعمال ہوا ہے کہ اس کے پر جلتے تھے آگے جاتے ہوئے اور پر صفات ہی کا نام ہے۔ پس اگر طاقت سے بڑھ کر بوجھ پڑے تو اس کو یوں کہا جاسکتا ہے اس کی طاقتیں جل گئیں، اس میں طاقت نہیں رہی، وہ بوجھ ایسا تھا جس نے اس کی کمر توڑ دی۔

پس جو استعدادیں ملائکہ کو عطا نہیں ہوئیں ان استعدادوں سے تعلق میں صفات باری تعالیٰ کا حمل ان کے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔ ہاں وہ تمام صفات باری تعالیٰ جو انسانوں کے لئے بنائی گئیں ان پر بھی فرشتے مقرر ضرور ہیں کیونکہ وہ خدا کی نمائندگی میں ان صفات کی تیاری کے لئے قانون قدرت کو استعمال کرتے ہوئے انسان کو وہاں تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہوئے۔ باوجود اس کے کہ ان صفات کا ذاتی تجربہ اور فہم ان کو پیدا نہیں ہو سکتا تھا مگر اللہ کے امر سے وہ ایسا کرنے پر مجبور ہوئے۔ اور یہی وہ منظر کشی ہے جو ابتدائے آفرینش سے متعلق قرآن کریم کھینچ رہا ہے کہ اللہ نے جب ذکر کیا کہ میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا خلیفہ بنائے گا تو یہ یہ کام کرے گا۔ اور جب آدم کو خدا تعالیٰ نے وہ صفات سمجھائیں، وہ اسماء بتائے جن کا آدم سے تو تعلق تھا، فرشتے سمجھ نہیں سکتے تھے۔ جب مقابل پر کھڑا کیا گیا تو فرشتوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ آدم نے وہ صفات بیان کی ہیں اور یہاں سب سے اول آدم کا معنی یعنی خلیفۃ اللہ، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر صادق آتا ہے۔ اس لئے جو بھی میں آپ کے سامنے یہ مضمون بیان کر رہا ہوں سو فیصدی قرآن پر مبنی اور قرآن کے ان اعلیٰ لطائف پر مبنی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان کے شایان ہیں اور کسی اور وجود پر وہ پورے آ ہی نہیں سکتے۔ پس ملائکہ کا اٹھانا اسی لئے لفظاً ذکر نہیں ہے۔ ضمناً معنے کئے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے کہ ہر طاقت پر فرشتے مامور ہیں اور اس کو چلا رہے ہیں۔ لیکن ان کو پوری طرح نہ بھی سمجھیں تو خدا کے امر کے تابع مجبور ہیں اور اس پہلو سے وہ بھی انسان کامل کی خدمت پر مامور ہیں۔ پس وہ ساتھ دیتے ہیں انسان کامل کا وہاں تک جہاں سے آگے ان کی رسائی نہیں، جہاں ان کی طاقتیں جواب دے جاتی ہیں اور پھر انسان کامل اکیلا اس بوجھ کو اٹھاتا ہے جسے آسمانوں اور زمین نے اٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ وہ بوجھ ہے جس کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وہ استعدادیں عطا کی گئیں جو بنی نوع انسان کو دی گئیں مگر کوئی ان سے کامل فائدہ نہ اٹھا سکا۔ اس لئے اس میں کوئی ناانصافی کا سلوک نہیں ہے۔ تمام استعدادیں اگرچہ انفرادی طور پر مختلف بھی ہیں مگر بنیادی طور پر جس کو Potential کہتے ہیں۔ پوٹینشل کے لحاظ سے ہر انسان کو عطا ہوئی ہیں۔ بعضوں نے ان کو استعمال کیا، بعضوں کو وہ پوٹینشل زیادہ عطا ہوئے اس وجہ سے نہیں کہ چونکہ Potential زیادہ تھے اس لئے انہوں نے بہتر نمونہ دکھایا۔ اس لئے کہ ان کے سجدے کا علم خدا کو تھا کہ وہ اپنی تمام تر صفات کے ساتھ وہ سجدہ کریں گے۔ اس لئے انصاف کا تقاضا تھا کہ ان کو استعدادیں اس درجہ کامل تک عطا کی جاتیں جس تک ان کی روح سجدوں کے لئے تیار تھی۔ پس باریک نظر سے بھی دیکھیں تو خدا کے ہاں کوئی فیصلہ بھی بغیر حکمت بالغہ کے نہیں ہے اور کوئی ناانصافی کا مضمون نہیں ہے۔ اس دائرے میں رہتے ہوئے جو وجود۔ کامل وجود جو سب سے اوپر نکل گیا دراصل عرش کو اٹھانے والا وہ اور اس کے ساتھی ہیں یعنی صفات باری تعالیٰ کے درجہ کمال کو پہنچنے والا وہ وجود تھا۔

ابتداء میں یہ چار صفات تھیں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے اور وہ سورہ فاتحہ کے اندر بیان کردہ چار صفات باری تعالیٰ ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تمام صفات کا مظہر کامل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر صفت پر ایک فرشتہ مقرر ہے اور ہر صفت کو جاری کرنا، اس کی خدمت کرنا، قانون کو اس کے تابع چلانا

یہ معین طور پر ایسے کام ہیں جو بعض فرشتوں کے سپرد کئے گئے ہیں۔ لیکن دنیا میں تو چار ہیں اور آخرت میں پھر آٹھ کا ذکر ملتا ہے اور وہ بھی صفات ہی کا دراصل ذکر ہے جس کا نام فرشتہ رکھا جا سکتا ہے۔ اس پہلو سے وہ قابل اعتراض نہیں۔ کیونکہ تمام صفات کے اجراء میں فرشتوں کا دخل ہے اور فرشتے خدمت پر مامور ہیں۔ اس پہلو سے جب وہ صفات کو جاری کرتے ہیں، ان کو انسانوں میں چلانے اور ان میں افزائش کے لئے کوشش کرتے اور تحریک کرتے ہیں تو اٹھانے والا تو دراصل انسان ہی بنتا ہے لیکن ضمناً چونکہ فرشتوں کی خدمت کا حصہ ہے، یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے۔ پس اس ضمن میں میں چار اور آٹھ کے مسئلے کو تو پہلے حل کروں آپ کے سامنے۔

قرآن کریم فرماتا ہے:

وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۝

وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝

(الحاقہ: ۱۸،۱۷)

جب آسمان پھٹ پڑے گا اور یہ بودا اور بے طاقت دکھائی دے گا، کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ "والملک علیٰ ارجائھا" اور فرشتے اس کے کناروں پر ہونگے "ویحمل عرش ربک فوقھم" اور اس دن تیرے رب کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہوگا۔ کون؟ "یومئذ ثمانیۃ" اس دن آٹھ۔ اب وہ ثمانیہ چونکہ تانیث ہے اس لئے صفات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے صفات باری تعالیٰ کا ترجمہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے بعینہٖ اس مضمون کے مطابق ہے لیکن یہ بھی فرمایا کہ چونکہ فرشتوں کا صفات سے بھی تعلق ہے اس لئے گویا تمثیلی طور پر فرشتوں کو بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ اٹھائے ہوئے ہیں ورنہ حقیقت میں نہیں، تمثیلی رنگ میں فرشتوں کو کہا جاتا ہے۔

یہاں تو آٹھ کا ذکر ہے اور دنیا میں چار صفات ہم پر روشن ہوئی ہیں یہ کیا حکمت ہے، یہ کیا فرق ہے۔ قیامت کے دن چار آٹھ کیسے ہو جائیں گے۔ قرآن کریم میں سورہ فاطر میں اللہ تعالیٰ اس مضمون کے اوپر فرشتوں کی صفات کے تعلق میں روشنی ڈالتا ہے۔ فرماتا ہے "الحمد للہ فاطر السماوات والارض" تمام اور کامل اور حقیقی تعریف اللہ ہی کی ہے کہ جو آسمانوں اور زمین کا آغاز کرنے والا ہے، اس کی تخلیق کا آغاز کرنے والا ہے "جاعل الملائکۃ" فرشتوں کا بنانے والا ہے "رسلا" پیغمبر کے طور پر، ان کے ذریعے کام لیتا ہے۔ جو خدا ان کو پیغام دیتا ہے اس پیغام کے مطابق وہ آگے ان کاموں کو جاری کرتے ہیں اس لحاظ سے وہ رسول ہیں "اولی اجنحۃ" وہ پروں والے ہوتے ہیں "مثنیٰ وثلاث ورباع" ان میں دو دو پروں والے بھی ہیں اور تین تین پروں والے بھی اور چار چار والے بھی "یزید فی الخلق مایشاء" مگر چار پر بات محدود نہیں رہے گی۔ جب اللہ چاہے گا اور جو چاہے گا وہ اپنی خلق میں اضافہ فرما دے گا۔ پس آٹھ اور چار میں تضاد نہیں ہے بلکہ اسی مضمون کو آگے بڑھایا گیا ہے جہاں آٹھ کا ذکر ملتا ہے۔ اور پر صفات ہیں اس میں قطعاً کوئی شک نہیں۔ قرآن کریم واضح طور پر پروں کو صفات کے معنوں میں استعمال فرماتا ہے۔ ان پر رحمت کے پر جھکا دے، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتا ہے، ان مومنوں پر اپنی رحمت کے پر جھکا دے۔ پس پروں کا اور بھی جگہ انہی معنوں میں، صفات کے معنوں میں ذکر ملتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ صفات ہیں جو فرشتوں کی ذاتی صفات نہیں ہیں، بعض صفات باری تعالیٰ سے ان کا تعلق ہے۔ اور دنیا میں بنیادی صفات جو انسان پر ظاہر ہوئیں وہ چار تھیں اور مرنے کے بعد اگلی دنیا میں انہی صفات کو آٹھ فرمایا گیا۔ اس میں ایک گہری حکمت ہے اول تو یہ وعدہ موجود تھا پہلے ہی جہاں چار صفات کا ذکر ہے وہاں وعدہ تھا کہ اور بھی خدا بڑھائے گا۔ "مایشاء" کا مطلب ہے کہ ہو سکتا ہے آئندہ لامتناہی دور میں ان صفات میں سے اور صفات بھی پھوٹتی رہیں۔ اب کیسے بڑھتی ہیں یہ صفات؟ ربوبیت تو ربوبیت ہی ہے۔ مگر یہاں جن چیزوں پر انسان کی اور زندگی کی ربوبیت ہو رہی ہے وہی چیزیں بعینہٖ اس دنیا میں اس کی ربوبیت کے لئے کافی نہیں ہیں بلکہ کام آ ہی نہیں سکتیں۔ کوئی روح روٹی کھا کر زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس کو روٹی کھانے کا نہ سلیقہ عطا کیا گیا ہے، نہ اعضاء عطا کئے گئے ہیں، نہ وہ معدہ، نہ وہ نظام انہضام، کچھ بھی اس کا نہیں ہے۔ وہ کیسے چاٹے گی روٹی کے ٹکڑوں کو یا میٹھے کو یا نمک کو جو بھی خوراک اس دنیا میں ہے زندگی کے کسی حصے سے بھی تعلق رکھتی ہو وہ ربوبیت کا مظہر تو ہے لیکن اس دنیا میں ہم اسے جس طرح دیکھ رہے ہیں اخروی دنیا میں وہ خوراک بن کے تو آئے گی لیکن یہ خوراک نہیں ہوگی۔ جب لوگ سمجھیں گے کہ یہ پھل تو ہمیں دنیا میں بھی عطا کئے گئے تھے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اتوا بہ متشابھا" (البقرہ: ۲۶) وہ اور چیزیں ہیں۔ تو متشابہ ہونا بتا رہا ہے کہ صفات باری تعالیٰ ایک ایسا جلوہ دکھائیں گی جو ربوبیت ہی کا جلوہ ہوگا لیکن متشابہ جلوہ ہوگا۔ پس اس پہلو سے صفات دگنی ہو جائیں گی اور یہی رحمانیت اور رحیمیت اور مالکیت کا حال ہے۔ ہر صفت باری سے جو یہاں بنیادی طور پر چار ہیں جن کا انسان کو علم دیا گیا ہے قیامت کے بعد خدا کے پاک بندوں پر وہ صفات ایک نئی شان کے ساتھ اس طرح پھوٹیں گی گویا ہر صفت کے بطن سے ایک اور صفت پھوٹ آئی ہے اور پھر آٹھ ہو جائیں گی اس پہلو سے۔ اور اس میں بہت گہرائی ہے اس مضمون میں کیونکہ لطافتوں کا کوئی شمار نہیں، کوئی حد نہیں ہے۔ پس جب Dimensions بدلیں گی تو صفات بھی ان Dimensions کے مطابق تبدیل ہونگی۔ ایک Dimension سے دوسری میں جائیں گی تو دو کی بجائے چار دکھائی دیں گی دوسری سے تیسری میں جائیں گی تو چار کی بجائے آٹھ بھی دکھائی دے سکتی ہیں اور آٹھ کی بجائے سولہ بھی دکھائی دے سکتی ہیں لیکن آغاز کا جو ذکر ہے اس میں آٹھ کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ لیکن "یزید" میں جو زائد کا وعدہ فرمایا گیا ہے اس میں حد بندی نہیں فرمائی۔ وہاں یہ نہیں کہا کہ آٹھ پر جا کر ٹھہر جاؤں گا یا سولہ یا چھتیس پر جا کے ٹھہر جاؤں گا اس میں ایک لامتناہی سلسلہ ہے جس کے امکانات کھول دئے گئے ہیں۔ آگے جو بھی ہوگا ہم چونکہ ابھی تک آٹھ کو بھی پوری طرح سمجھ نہیں سکتے اس لئے اگلے مخمصے میں ہمیں ڈالا ہی نہیں گیا۔ اگلے مخمصے میں جب وہ منزل آئے گی خدا خود سمجھائے گا کہ وہ صفات میں کیا نئے رنگ پیدا فرماتا ہے اور کس طرح وہ صفات بڑھتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ پس یہ وہ مضمون ہے چار اور آٹھ والا۔

اب میں آپ کے سامنے یہ عرض کروں گا کہ میں نے کہا تھا کہ وہ جو آیت کریمہ میں نے حضرت مصلح موعودؓ کے حوالے سے بھی پیش کی ہے پہلے بھی پیش کی تھی میں نے کہا تھا یہاں اول طور پر محمدؐ رسول اللہ جو مجسم ذکر الٰہی تھے "والذین معہ" وہ لوگ جو آپ کے ساتھ تھے جو محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کو جو ذکر کا نور تھا اپنے گھروں میں بھی لے گئے، اپنے سینوں میں بھی انہوں نے داخل کر لیا اور سینوں میں سمیٹے ہوئے جس گھر میں گئے وہاں نور کی اور شمعیں پھوٹ پڑیں اور ایک نہیں رہی بلکہ زیادہ ہو گئے۔ پس قیامت کے دن جو ذکر ہے کہ فرشتے تو ارد گرد ہونگے اور ان کا لفظ ہے "وتری الملائکۃ حافین من حول العرش" (الزمر: ۷۶) کہ فرشتے عرش کے ارد گرد، چاروں طرف "حافین" ہوں گے یعنی تہ بہ تہ ایک دوسرے کے اوپر چڑھے ہوئے۔ یہ جو مضمون ہے اس پر ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پوری طرح روشنی ڈال رہی ہے اور لفظ "حف" ہی کا استعمال فرما کر آپ نے ہمیں سمجھا دیا کہ فرشتے کون ہیں اور وہ کون سا عرش ہے جس کے گرد یہ حاف ہوا کرتے ہیں، جس کے گرد یہ ہجوم در ہجوم تہ بہ تہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

"عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان للہ تبارک و تعالیٰ

ملائکۃ سیارۃ فضلا یتبعون مجالس الذکر فاذا وجدوا مجلسا فیہ ذکر قعدوا معھم"۔

یعنی ایسے فرشتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں جو صاحب فضیلت ہیں، گھومتے پھرنے والے ہیں اور مجالس ذکر کے پیچھے چلتے ہیں جہاں ذکر الٰہی کی مجلس لگے اس کے تو وہ عاشق ہوتے ہیں گویا ہر وقت اس تاک میں رہتے ہیں کہ کہاں ذکر کی مجلس ملے تو وہ اس کے گرد اکٹھے ہو جائیں اور جو ذکر کی مجلس لگاتا ہے وہ انسان ہے وہ فرشتہ نہیں ہے۔ فرماتے ہیں "فاذا وجدوا مجلسا فیہ ذکر" جب وہ ایسی مجلس کو دیکھتے ہیں یا پاتے ہیں جہاں ذکر الٰہی چل رہا ہو "قعدوا معھم" وہ ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں پھر کیا ہوتا ہے "و حف بعضھم بعضا" اور ہجوم کر کے ایک دوسرے سے لپٹتے ہیں، ایک دوسرے سے چمٹ جاتے ہیں جیسے بھیڑ لگ گئی ہو اس قدر وہ ایک دوسرے کے اوپر ٹوٹ پڑتے ہیں گویا کہ "باجنحتھم حتی یملاء ما بینھم وبین السماء الدنیا" وہ اپنے پروں کے ساتھ جو ان کی صفات ہیں ان کے ساتھ وہ اکٹھے ہوتے ہوتے تہ بہ تہ اس طرح اونچے ہوتے چلے جاتے ہیں کہ آسمان تک، زمین سے آسمان تک سارے جو کو بھر دیتے ہیں اور یہ سماء الدنیا ہے۔ یعنی اس دنیا میں جب ذکر کی مجلس لگتی ہے تو چونکہ دنیا والوں سے تعلق ہے یہاں چار پروں والوں کا قصہ ہے اس لئے دنیا کے آسمان تک ان کو بیان فرمایا اس سے اوپر ان کا ذکر نہیں ملتا۔ "یملاء ما بینھم وبین السماء الدنیا فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الی السماء" (مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر)۔ پس جب وہ بکھر جاتے ہیں ذکر کرنے والے تو فرشتے پھر صعود کرتے ہیں رب کی طرف اور اس سے پھر تذکرہ کرتے ہیں کہ ہم نے کیا کچھ دیکھا یہ مراد نہیں کہ اللہ کو علم نہیں مگر انسان کے ذکر کے گواہ بنا دئے جاتے ہیں جس طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبح کی تلاوت "وقرآن الفجر۔ ان قرآن الفجر کان مشھودا" (بنی اسرائیل: ۷۹)، کہ جو فجر کی تلاوت ہوتی ہے وہ مشہود ہوتی ہے اس پر گواہ اکٹھے ہوتے ہیں اور وہ دیکھی جا رہی ہوتی ہے تو دراصل مشہود سے یہ مراد نہیں کہ لوگ سن رہے ہیں لوگ گواہ بن گئے ہیں وہ فرشتے جو سیارہ ہیں جو ہر وقت گھومتے پھرتے ہیں اور یہاں لفظ سیارہ کا معنی بھی اس طرح نہیں ہے جیسے سورج چاند گھوم رہے ہیں ان کی صفات ایسی ہیں کہ وہ ہر وقت نظر رکھ رہے ہیں کہاں ذکر کی مجلس ہو اور وہاں ان کی توجہ مرکوز ہو جاتی ہے اور اسی طرح تلاوت قرآن جو صبح کے وقت اٹھتی ہے وہ ایسی پیاری لگتی ہے فرشتوں کو کہ وہ ہر ایسے قاری کے گرد اکٹھے ہو جاتے ہیں جو فجر کے وقت تلاوت قرآن کرتا ہے۔ فرمایا "ان قرآن الفجر کان مشھودا"۔ تو یہ مضمون ہے جو صفات باری تعالیٰ کا اور عرش کا مضمون ہے۔ اس لئے ہر انسان صاحب عرش ہو سکتا ہے اگر وہ حضرت اقدس محمد

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS 081 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

FOOTMAN
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی معیت کی کوشش کرے کیونکہ عرش کو اٹھانے والے دراصل محمدؐ رسول اللہ اور آپؐ کے "مع" ساتھ جو بھی ہیں وہ ہیں اور فرشتے اس مضمون میں مددگار ہیں۔ اور فرشتوں کی مدد اور تائید کے بغیر یہ مضمون آغاز سے آخر تک تکمیل پا ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ذریعہ بنا دیا ہے۔ یہ ہے عرش کا مضمون۔

اب میں اس سلسلے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ حضرت اقدس کے الفاظ ہی میں آپ عرش کے مختلف پہلوؤں کو سمجھیں اور آئندہ یہ دھوکہ نہ لگے کہ کوئی نعوذ باللہ جسمانی چیز ہے جو مخلوق ہے۔ عرش مخلوق نہیں ہے۔ اگر صفات باری تعالیٰ ہے تو مخلوق ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے مخلوق چیزوں کا اس کو اٹھانے کا سوال کوئی نہیں اور فرشتے مخلوق ہیں۔ "جعل" فرمایا ہے ان کو بنایا اللہ تعالیٰ نے۔ اور ہمیشہ سے اللہ بہتر جانتا ہے کہ کتنی کائناتیں بنیں، کتنے فرشتے کب سے چلے آرہے ہیں مگر ازل سے کوئی فرشتہ خدا کے ساتھ نہیں ہے۔ ازل میں مختلف قسم کے وجود روحانی اور غیر روحانی خدا نے پیدا کئے ہیں اور کرتا چلا آیا ہے۔ کیونکہ اس کی صفات معطل نہیں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کوئی بھی تخلیق ازلی نہیں ہے نظام تخلیق ازلی ہے کیونکہ یہ خالق کا نظام ہے۔ تخلیق کی ذات ازلی نہیں ہے۔ اس لئے اس بات کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلیں اور یہی وہ معنے ہیں جن کے لحاظ سے میں کہتا ہوں کہ خدا میں زمانہ نہیں پایا جاتا۔ تخلیق میں زمانہ پایا جاتا ہے۔ اور تخلیق کا زمانہ جب ہم دیکھتے ہیں تو اس کے حوالے سے خدا کا ایک زمانہ دکھائی دیتا ہے۔ جو تخلیق کی زندگی کے دور میں خدا کے اور تخلیق کے تعلق میں ہمیں نظر آتا ہے ہم سمجھتے ہیں ایک زمانہ ہے۔ مگر زمانہ وہ تخلیق کا ہے مگر اللہ سے اس تخلیق کا جو تعلق قائم ہوتا ہے اس لئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس زمانے میں خدا کا ان سے یہ تعلق قائم ہوا لیکن زمانہ فی ذاتہ اللہ کا نہیں ہے کیونکہ وہ زمانوں سے بالا اور پاک ہے۔

> **ہر انسان صاحب عرش ہو سکتا ہے اگر وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی معیت کی کوشش کرے کیونکہ عرش کو اٹھانے والے دراصل محمدؐ رسول اللہ اور آپؐ کے "مع" ساتھ جو بھی ہیں وہ ہیں اور فرشتے اس مضمون میں مددگار ہیں۔**

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:-

"مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے۔ تمام قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھو اس میں ہرگز نہیں پاؤ گے کہ عرش بھی کوئی محدود چیز اور مخلوق ہے۔ خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اس کا میں ہی پیدا کرنے والا ہوں۔ میں ہی زمین و آسمان اور روحوں اور ان تمام قوتوں کا خالق ہوں۔ میں اپنی ذات میں آپ قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قائم ہے۔ ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدائش ہے"۔

اگر فرشتے موجود ہیں تو اللہ کی پیدائش ہے، پیدائش بمعنی تخلیق۔

"مگر کہیں نہیں فرمایا کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے جس کا میں پیدا کرنے والا ہوں"۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن [مطبوعہ لندن] جلد ۱۹ صہ ۴۵۳)

اس لئے عرش صفات باری تعالیٰ کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہ صفات جس دل پر جلوہ گر ہوں اس کو بھی جس طرح ہم فرشتوں کو کہتے ہیں عرش اٹھانے والے اول طور پر وہ دل عرش اٹھانے والا ہے نہ کہ کوئی اور:

"قرآن شریف میں لفظ عرش کا جہاں جہاں استعمال ہوا ہے اس سے مراد خدا کی عظمت جبروت اور بلندی ہے اسی وجہ سے اس کو مخلوق چیزوں میں داخل نہیں کیا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے مظہر چار ہیں"۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن [مطبوعہ لندن] جلد ۱۹ صہ ۴۵۵)

ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ چار مظہر سورہ فاتحہ میں درج وہ ام الصفات ہیں یعنی وہ چار صفات جو خدا تعالیٰ کی ایسی چار مرکزی صفات ہیں جن سے وہ تمام صفات پھوٹتی ہیں جن کا بنی نوع انسان سے تعلق تھا جن کا اس کائنات سے تعلق ہے کیونکہ ساری کائنات کا اور اس کی صفات کا بنی نوع انسان سے تعلق ہے۔ جب ان سب کو مسخر کیا ہے خدمت پر تو ہر صفت جو پیدا فرمائی گئی ہے اس کائنات میں خواہ وہ دور ترین کے پیچھے ہٹتے ہوئے سیاروں میں پائی جائے اس نے انسان کی پیدائش پر اور اس کی صفات پر ضرور کچھ اثر چھوڑا ہے۔ یہ ہے وہ مضمون جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کھول رہے ہیں: "خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے مظہر چار ہیں"۔

ان مظاہر کو جو صفات کے مظہر کے طور پر استعمال ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"وید میں چار دیوتاؤں کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور قرآنی اصطلاح کی رو سے ان کا نام فرشتے بھی ہے"۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن [مطبوعہ لندن] جلد ۱۹ صفحہ ۴۵۵، ۴۵۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک اور اعتراض مخالف لوگ پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ قرآن شریف کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائیں گے جس سے اشارۃ النص کے طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں چار فرشتے عرش کو اٹھاتے ہیں"۔

تو دراصل وہ چار صفات باری تعالیٰ ہی ہیں اور اشارۃ النص اس سے بھی ہے اور اس آیت کریمہ سے بھی جس کا میں نے ذکر کیا ہے کہ چار چار صفات والے فرشتے بھی ہیں، دو دو سے شروع کیا ہے جس طرح چار شادیوں کی اجازت میں بھی مثنیٰ و ثلث و ربٰع ہے لیکن اول تو موجود ہی ہوتا ہے اس کے علاوہ دو دو بھی ہیں تین تین بھی اور چار چار یہ مراد ہے اس کی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"جس سے اشارۃ النص کے طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں چار فرشتے عرش کو اٹھاتے ہیں اور اب اس جگہ اعتراض یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ تو اس بات سے پاک اور برتر ہے کہ کوئی شخص اس کے عرش کو اٹھاوے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابھی تم سن چکے ہو کہ عرش کوئی جسمانی چیز نہیں ہے جو اٹھائی جائے یا اٹھانے کے لائق ہو بلکہ صرف تنزہ اور تقدس کے مقام کا نام عرش ہے"۔

اس کی تشریح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے الفاظ میں یہاں بھی اور آگے بھی آئے گی۔

"اسی لئے اس کو غیر مخلوق کہتے ہیں ورنہ ایک مجسم چیز خدا کی خالقیت سے کیونکر باہر رہ سکتی ہے اور عرش کی نسبت جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سب استعارات ہیں۔ پس اس سے ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ ایسا اعتراض محض حماقت ہے۔ اب ہم فرشتوں کے اٹھانے کا اصل نکتہ ناظرین کو سناتے ہیں"۔

جہاں استعارۃً فرشتوں کا ذکر ہے کہ وہ اٹھائے ہوئے ہیں وہ لفظی ترجمہ نہیں ہے بلکہ استعارہ ہے۔

"اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے تنزہ کے مقام میں یعنی اس مقام میں جب کہ اس کی صفت تنزہ اس کی تمام صفات کو زیر پوش کر کے اس کو وراء الوراء اور نہاں در نہاں کر دیتی ہے۔ جس مقام کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں عرش ہے۔ تب خدا عقول انسانیہ سے بالاتر ہو جاتا ہے اور عقل کو طاقت نہیں رہتی کہ اس کو دریافت کر سکے تب اس کی چار صفتیں جن کو چار فرشتوں کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جو دنیا میں ظاہر ہو چکی ہیں اس کے پوشیدہ وجود کو ظاہر کرتی ہیں"۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن [مطبوعہ لندن] جلد ۲۳ صہ ۲۷۸)

چار صفتیں ہیں جن کو فرشتوں کا نام دیا گیا ہے مگر ہیں صفات اور ربوبیت فی ذاتہ فرشتہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بات سمجھنے کے لائق ہے کوئی شخص اس کو پڑھ کر یہ غلط نتیجہ نہ نکال لے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرشتوں کو صفات اور صفات کو فرشتے کہہ رہے ہیں۔ ان صفات کو فرشتوں کا نام دیا گیا ہے مگر ہیں صفات اور وہ صفات ازلی ہیں اور فرشتے ازلی نہیں ہیں۔ وہ صفات ازلی ہیں اور صفات ازلی خدا کی ذات کا نام ہی ہے کیونکہ کوئی وجود اپنی صفات کے بغیر وجود ہی نہیں رہتا۔ پس صفات باری تعالیٰ اس کے وجود کا مظہر ہیں اور اظہار کے طور پر فرشتوں کا نام بھی دیا گیا ہے مگر کن چار صفات پر فرشتوں کے نام کا اطلاق ہے وہ سورہ فاتحہ کی چار صفات ہیں۔

"اول ربوبیت جس کے ذریعے سے وہ انسان کی روحانی اور جسمانی تکمیل کرتا ہے۔ چنانچہ روح اور جسم کا ظہور ربوبیت کے تقاضا سے ہے اور اسی طرح خدا کا کلام نازل ہونا اور اس کے خارق عادت نشان ظہور میں آنا ربوبیت کے تقاضا سے ہے"۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن [مطبوعہ لندن] جلد ۲۳ صہ ۲۷۸، ۲۷۹)

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

ربوبیت کی دو تشریحیں فرمائی گئی ہیں ایک یہ "روح اور جسم کا ظہور ربوبیت کے تقاضا سے ہے" یہ اللہ کی صفت ربوبیت ہے جس کے نتیجے میں جسم کا بھی ظہور ہوا اور بالآخر روح کا بھی وجود قائم ہوا۔ "اور اسی طرح خدا کا کلام نازل ہونا اور اس کے خارق عادت نشان ظہور میں آنا ربوبیت کے تقاضا سے ہے"۔ یعنی اس دنیا ہی میں جو خلق آخر نصیب ہوتی ہے اور مذہب نازل ہوتا ہے، کلام الٰہی اترتا ہے تو جس طرح مادی ضرورتوں کے لئے جسمانی غذائیں بنائی گئیں ربوبیت کے تابع تاکہ جسم کو سنبھالیں اسی طرح روح کو سنبھالنے کے لئے اور اسے زندہ رکھنے کے لئے روحانی غذاؤں کا نزول ہوتا ہے اور وہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اوامر کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ اگر ان کو ترک کر دیں گے تو روح میں زندگی کے لئے کوئی طاقت باقی نہیں رہے گی۔ اس کے بغیر تو انسان مردہ ہو جاتا ہے۔

پس اس پہلو سے آپ نے فرمایا کہ ربوبیت نے دونوں تقاضوں کو پورا فرمایا ہے۔ جسم اور روح کی پیدائش خود ربوبیت کے نتیجے میں اور دونوں کو زندہ رکھنے کے لئے الگ الگ نظام جاری فرما دئے۔ اور وہ نظام کیا ہے جو روح کی غذا کے لئے ہے۔ "خدا کا کلام نازل ہونا اور اس کے خارق عادت نشان کا ظہور میں آنا" ہے۔ حیرت انگیز اعجاز دکھاتا ہے تاکہ روح زندہ رہے۔ کئی دفعہ آپ کہتے ہیں جی ایسا خدا نے معجزہ دکھایا، ایسا نشان روح تازہ ہو گئی، ایمان زندہ ہو گیا۔ تو یہی معنے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ صرف کلام الٰہی کے ذریعے جو شریعت نازل ہوئی ہے وہ روح کی غذا کے لئے ضروری ہے مگر بعض دفعہ بے اختیار دل سے آواز اٹھتی ہے کہ آہاہا، کیا دیکھا ہے ہم نے۔ روح زندہ ہو گئی۔ نئی زندگی مل گئی ایمان کو۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے دن رات موسموں میں سے ہم گزرتے ہیں کئی ایسی بھی گھٹائیں اٹھتی ہیں لہر دار اور مست کہ ان کو دیکھ کر انسان عش عش کر اٹھتا ہے کہ روح تازہ ہو گئی حالانکہ وہ گھٹائیں نہ بھی ہوتیں تبھی بھی ان کا جسم زندہ ہی رہتا۔ تو خدا کی ربوبیت میں سے بعض اور ربوبیت کے جلوے یوں پھوٹتے ہیں کہ انسان کا جسم بھی عش عش کر اٹھتا ہے اور اس کی روح بھی عش عش کر اٹھتی ہے۔ تو معجزے یہ کام دکھاتے ہیں جو ربوبیت کا دائمی حصہ ہیں۔ حیرت انگیز خوب صورت مناظر اور موسموں میں حیرت انگیز پاک تبدیلیاں جو انسانی زندگی کو لطف سے بھر دیتی ہیں یہ دنیاوی معجزہ ہے۔ اور روح کے لئے بھی خدا نے معجزے مقرر فرمائے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کو غور سے پڑھیں ایک ایک دو دو فقروں میں حیرت انگیز مضامین کو سمیٹا گیا ہے۔

"دوم خدا کی رحمانیت جو ظہور میں آچکی ہے یعنی جو کچھ اس نے بغیر پاداش اعمال بے شمار نعمتیں انسان کے لئے میسر کی ہیں یہ صفت بھی اس کے پوشیدہ وجود کو ظاہر کرتی ہے"۔ (ایضاً صـ ۲۷۹)

رحمانیت کی تفصیلات میں اس وقت جانے کا وقت نہیں لیکن میں پہلے بھی بعض خطبوں میں رحمانیت ہی کے موضوع پر گفتگو کر چکا ہوں۔ بے شمار ایسے اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کی نشوونما کے لئے اور آئندہ ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مخفی خزانے اکٹھے کر رکھے ہیں کہ جن کا ہر زمانے کے انسان سے تعلق نہیں ہے، ان کے بغیر انسان ویسے بھی زندہ رہ سکتا تھا مگر ہر آنے والی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انسانی ضرورت کے لئے مخفی خزانے محفوظ کر رکھے ہیں۔ مگر ہر آنے والی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انسانی ضرورت کے لئے مخفی خزانے محفوظ کر رکھے ہیں۔ یہ رحمانیت ہے جو بن مانگے دیتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہی فرما رہے ہیں کہ دوسرا خدا کی رحمانیت ہے یعنی جو کچھ اس نے بغیر پاداش اعمال، یہ رحمانیت کی روح ہے۔ عمل کے نتیجے میں نہیں بلکہ عمل کرنے والا بھی پیدا نہیں ہوا اور پھر بھی خدا تعالیٰ نے آئندہ اس کی ضرورتوں کے پیش نظر جو رحمت کے جلوے دکھائے ہیں یہ اس کی دوسری صفت ہے جس کا خدا کی تمام صفات سے ایک بنیادی تعلق ہے۔

"تیسری خدا کی رحیمیت ہے اور وہ یہ کہ نیک عمل کرنے والوں کو اول تو صفت رحمانیت کے تقاضا سے نیک اعمال کی طاقتیں بخشتا ہے اور پھر صفت رحیمیت کے تقاضا سے نیک اعمال ان سے ظہور میں لاتا ہے"۔

یہ بھی توفیق الٰہی سے ہوتا ہے کہ جو صلاحیتیں ہیں ان کو نیک محل پر استعمال کر کے فائدہ بھی تو اٹھائے ورنہ بے کار بیٹھا رہے تو چلنے کی بھی طاقت باقی نہیں رہتی۔ دو ہفتے کی بیماری سے ٹانگوں کی جان نکل جاتی ہے۔ تو رحیمیت، رحمانیت کو دائم اور جاری و ساری رکھنے کے لئے ایک اور صفت ہے اور رحمانیت کے جلوے جو بار بار رحیمیت کے ذریعے ظہور ہوتے ہیں ان کی تفصیل تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت جگہ لکھی ہے یہاں صرف اتنا فرمایا ہے کہ پھر صفت رحیمیت کے تقاضا سے نیک اعمال ان سے ظہور میں لاتا ہے جو رحمانیت کے تقاضا سے استعدادوں کے طور پر ان کو ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان استعدادوں سے وہ پھر نیک اعمال رونما ہونے میں رحیمیت مدد فرماتی ہے۔

"اور اس طرح پر ان کو آفات سے بچاتا ہے اور یہ صفت بھی اس کے پوشیدہ وجود کو ظاہر کرتی ہے"۔ "چوتھی صفت "مالک یوم الدین" کی ہے یہ بھی اس کے پوشیدہ وجود کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ نیکوں کو جزاء اور بدوں کو سزا دیتا ہے"۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن [مطبوعہ لندن] جلد ۲۳ صـ ۲۷۹)

یہ بہت ہی اختصار سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے کیونکہ چشمہ معرفت میں ایک ہندوؤں کو عقل دینے کے لئے، ان کو سمجھانے کے لئے، ان کے فلسفوں کے رد کے طور پر قرآنی فلسفہ کے ایسے نکات ان کے سامنے رکھے مثالیں دے دے کر کہ ان کو سمجھ آئے اور ان کے وید سے بھی وہ حوالے پیش کئے جن سے وہ سمجھیں کہ ہم نے خود وید ہی کی تعلیم کو غلط سمجھا تھا اور قرآنی تعلیم ہی ہے جو وید کو بھی سچا کر کے دکھاتی ہے ورنہ اس تعلیم کی روشنی کے بغیر وید محض جھوٹی ثابت ہوتی ہے۔ یہ طرز کلام ہے۔ اس لئے یہاں بہت تفصیل بیان نہیں فرمائی، ضمناً ذکر فرمایا ہے۔

"یہ چاروں صفتیں ہیں جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں"۔

(ایضاً صـ ۲۷۹)

اب دیکھ لیں یہ صفتیں ہیں جو اٹھائے ہوئے ہیں اس لئے ملائکہ کے حوالے سے تمثیل کے طور پر عرش اٹھانے کا ذکر ملتا ہے۔ اور یہ صفات کس نے اٹھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات تو خود اس کی ہیں، اٹھانے کا مطلب یہاں صرف یہ بنے گا ان معنوں میں کہ جس کے دل پر جلوہ گر ہوئیں جس کی روح جس کے مزاج میں سرایت کر گئیں۔ اس پہلو سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، کیونکہ صفات باری تعالیٰ کو اپنی ذات میں، اپنے وجود پر اٹھانے میں درجہ کمال کی انتہا کو پہنچ گئے وہ آخری انتہا جہاں تک کمال پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے میں بار بار یہ کہتا ہوں کہ میرے نزدیک عرش کا اعلیٰ اور ارفع معنی جو اس دنیا میں ہمیں دکھائی دیتا ہے وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل ہے جس پر عرش الٰہی جلوہ گر ہوا ہے۔ پس یہاں بھی ہم تمثیلاً دل کو عرش کہتے ہیں مگر دل عرش نہیں ہے۔ دل پر عرش نازل ہوا ہے یعنی صفات باری تعالیٰ نازل ہوئی ہیں۔ "فحملها الانسان" اب آپ کو سمجھ آئے گی کہ "حملها الانسان" کے کیا معنے ہیں۔ آسمان، زمین، پہاڑوں اور ہر چیز نے انکار کر دیا کہ ہم ان صفات کو نہیں اٹھا سکتے "فحملها الانسان" دیکھو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم انسان کامل آگے بڑھا اور ان کو اٹھا لیا۔

پس جب میں کہتا ہوں عرش الٰہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل ہے تو دل فی ذاتہ نہیں ہے بلکہ انسان کو جو استطاعت بخشی گئی ہے، استعداد اور طاقت بخشی گئی ہے کہ صفات باری تعالیٰ کو اپنی ذات میں جاری کرے اور اس کا مظہر بن جائے۔ پس جب فرشتے مظہر ہوتے ہیں تو ان کو عرش اٹھانے والا کہہ دیا جاتا ہے۔ جب انسان مظہر ہوتے ہیں تو پھر ان انسانوں کو عرش اٹھانے والا کہہ دیا جاتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس اٹھانے میں اکیلے نہ رہے بلکہ اپنے ساتھ وہ دوسرے نور پیدا کر دئے جو عرش کو اٹھانے میں آپ کے ساتھ تھے۔ اور وہ دعائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ نے ہمیشہ کیں۔ قرآن نے ان دعاؤں کو عرش اٹھانے والوں کی طرف منسوب فرما دیا، یہ ہیں جنہوں نے عرش اٹھایا ہوا ہے۔ اس کو صوفیاء اپنی اصطلاح میں بعض دفعہ قطب کے طور پر بیان کرتے ہیں کہ چار قطب ہوتے ہیں جنہوں نے آسمان اٹھا رکھا ہے۔ اب جو بے چارے تماشہ بین ہیں، جن کو پتہ ہی نہیں کہ صوفی ازم ہے کیا۔ اس کے عرفان کے معنے کیا ہیں؟ وہ سمجھتے ہیں کہ چار قطب ہر جگہ کہیں موجود ہیں انہوں نے عرش کو اپنے سر پر اٹھا رکھا ہے حالانکہ وہ قطب یہی صفات باری تعالیٰ کے مظہر ہیں اور امت محمدیہ میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے ہی میں نہیں بلکہ اس صوفی اصطلاح سے پتہ چلتا ہے جس کی بنیاد ہے حقائق پر، ہر زمانے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ایسے غلام ہیں جو اقطاب کہلاتے ہیں، پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور کوئی ایک صفت کی جلوہ گری میں کمال حاصل کر لیتا ہے، کوئی دوسری صفت کی جلوہ گری میں کمال حاصل کر لیتا ہے لیکن چاروں صفات کا مظہر کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سوا دنیا میں کبھی نہ پیدا ہوا، نہ ہوگا سوائے اس کے کہ آپ کی غلامی کے اندر آکر اپنی شخصیت کو مٹا دے اور آپ کا نام اس پر اطلاق پائے ورنہ الگ وجود پیدا نہیں ہو سکتا، ناممکن ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے تمام اجرام سماوی و ارضی پیدا کر کے پھر اپنے وجود کو وراء الوراء مقام میں مخفی کیا جس کا نام عرش ہے"

اب عرش کا ایک معنی وہ ہے جو چار صفات کے حوالے سے اس دنیا میں انسانوں پر ظاہر ہے اور یہ صفات مخفی نہیں ہیں۔ مگر ان صفات کے کچھ اور بھی مظاہر ہیں جن کا انسان سے تعلق نہیں ہے، ذات باری سے تعلق ہے اور لا محدود صفات ہیں۔ ان صفات میں خدا تعالیٰ کا اس طرح لوٹنا ان صفات کی طرف

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

جو جسمانی لوٹا نہیں ہے بلکہ ایک تنزیہی مقام ہے گویا وہ ان صفات پر بیٹھ گیا ہے جا کے۔ یہ کیا چیز ہے، اس میں حکمت کیا ہے، کیوں فرمایا گیا ہے، ان امور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام روشنی ڈال رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"تمام اجرام سماوی و ارضی پیدا کر کے پھر اپنے وجود کو وراء الوراء مقام میں مخفی کیا جس کا نام عرش ہے اور یہ ایسا نہاں در نہاں مقام ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی چار صفات ظہور پذیر نہ ہوتیں جو سورہ فاتحہ کی پہلی آیات ہیں تو اس کے وجود کا کچھ پتہ نہ لگتا"۔

یعنی اس مقام اخفاء میں خدا کا چلے جانا ایسا کامل ہوتا ہے کہ اگر بندوں پر ان صفات کا جلوہ عطا کر کے اپنے تعلق کو ہمیشہ قائم نہ رکھتا تو جس مقام تنزہ میں وہ جاتا ہے اس مقام کی انسان کے وہم و گمان میں بھی طاقت نہیں تھی کہ وہاں پہنچ سکتا۔

"یعنی ربوبیت، رحمانیت اور رحیمیت، مالک یوم الجزاء ہونا۔ سو یہ چاروں صفات استعارہ کے رنگ میں چار فرشتے خدا کی کلام قرار دئے گئے ہیں"۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن [مطبوعہ لندن] جلد ۲۳ صہ ۲۷۹، حاشیہ)

پس استعارۃً معنے کئے جاتے ہیں فرشتے حقیقی معنے نہیں ہیں۔ یہ صفات ہی ہیں جن کو استعارۃً فرشتے کہا جاتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ چاروں صفتیں دنیا میں ہی کام کر رہی ہیں مگر چونکہ دنیا کا دائرہ نہایت تنگ ہے اور نیز جاہل اور بے خبری اور کم نظری انسان کے شامل حال ہے اس لئے یہ نہایت وسیع دائرے صفات اربعہ کے اس عالم میں ایسے چھوٹے نظر آتے ہیں جیسے بڑے بڑے گول ستاروں کے دور سے صرف نقطے دکھائی دیتے ہیں"۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دل پر جس طرح صفات باری تعالیٰ جلوہ گر ہوئی ہیں قرآن سے ثابت ہے کہ فرشتوں کے سردار پر بھی اس طرح صفات باری تعالیٰ جلوہ گر نہیں ہوئیں۔

یہ بھی حیرت انگیز کلام ہے جو انسانی فطرت کی پاتال میں اتر کر اس کی حقیقتیں بیان کرنے والا کلام ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ چاروں صفات اس شان سے جلوہ گر ہیں کہ ان کے چھپنے، ان کے مخفی ہونے کا سوال ہی کوئی نہیں پیدا ہوتا۔ کون سی وہ جگہ ہے، کون سی وہ فضا ہے جہاں رحمانیت جلوہ گر نہیں، جہاں ربوبیت جلوہ گر نہیں، جہاں رحمانیت نہیں اس کی مالکیت کی شان جلوہ گر نہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انسان ایسا غافل ہے کہ اس کو بہت دور کی نظر میں کہیں کہیں دکھائی دیتا ہے یعنی زندگی میں شاذ کے طور پر اس کو محسوس ہوتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے۔ کبھی دھیان جاتا ہے، غور کرتا ہے، ہاں شاید رحمان بھی ہے۔ فرمایا، یہ عجیب شان ہے قریب تر ہوتے ہوئے بھی دور تر بھی ہو جاتا ہے یہ معنے ہیں اس کے یعنی ایک معنے یہ بھی ہیں۔ بعض انسانوں کے قریب تر ہے جن کو ہر وقت خدا تعالیٰ کی صفات دکھائی دیتی ہیں ہر جلوے میں، صبح شام، اٹھتے بیٹھتے "یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبھم" وہ کھڑے ہو کے بھی یاد کرتے ہیں، بیٹھ کے بھی یاد کرتے ہیں، پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے بھی یاد کرتے ہیں ان کو ہر طرف، چاروں طرف، صفات باری تعالیٰ دکھائی دیتی ہیں۔ اور وہ ہیں جن کو بہت دور دکھائی دیتا ہے خدا۔ تو خدا بیک وقت قریب بھی ہے اور دور بھی ہے۔ مگر جسمانی لحاظ سے قریب ہوتا یا ہٹتا ہوا نہ دکھائی دیتا ہے نہ وہ کبھی ایسا کرتا ہے۔ اپنی جلوہ گری میں بیک وقت وہ نزدیک بھی ہے اور دور بھی ہے، شہ رگ کے قریب بھی ہے۔

"لیکن عالم معاد میں پورا نظارہ ان صفات اربعہ کا ہو گا اس لئے حقیقی اور کامل طور پر یوم الدین وہی ہو گا جو عالم معاد ہے"

جو آخر پر جہاں پہنچنا ہے ہم سب نے وہ عالم جو ہے اس میں اس کا پورا نظارہ ہو گا۔

"اس عالم میں ہر ایک صفت ان صفات اربعہ میں سے دوہری طور پر اپنی شکل دکھائے گی"۔

اب دیکھیں یہ پڑھ کے میری روح وجد میں آگئی کیونکہ میری پہلے اس پر نظر نہیں تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات یقین کی طرح گاڑ دی تھی کہ یہی چار صفات ہیں جو بصارت کی تیزی کے نتیجے میں روح کی نئی لطافتوں کے نتیجے میں دگنی ہو کے دکھائی دیں گی اور قرب کے نتیجے میں ایک چیز بڑی دکھائی دیتی ہے۔ اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعینہ یہی بات فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"اس وقت یہ چار صفتیں آٹھ معلوم ہونگی۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو فرمایا گیا ہے کہ اس دنیا میں چار فرشتے خدا تعالیٰ کا عرش اٹھا رہے ہیں اور اس دن آٹھ فرشتے خدا تعالیٰ کا عرش اٹھائیں گے۔ یہ استعارہ کے طور پر کلام ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ہر صفت کے مناسب حال ایک فرشتہ بھی پیدا کیا گیا ہے"۔

مگر صفت کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہے وہ خود وہ صفت نہیں ہے۔ اس لئے چار صفات کے متعلق چار فرشتے بیان کئے گئے اور جب آٹھ صفات کی تجلی ہوگی تو ان صفات کے ساتھ آٹھ فرشتے ہونگے کیونکہ ان صفات کے مناسب حال فرشتہ پیدا کیا جائے گا۔

"اور چونکہ یہ صفات الوہیت کی ماہیت کو ایسا اپنے پر لئے ہوئے ہیں گویا اس کو اٹھا رہے ہیں"۔ یہ صفات ہیں جو الوہیت کی ماہیت کو گویا ایسے اپنے اوپر لئے ہوئے ہیں گویا اس کو اٹھا رہے ہیں۔ "اس لئے استعارہ کے طور پر اٹھانے کا لفظ بولا گیا ہے۔ ایسے استعارات لطیفہ خدا تعالیٰ کی کلام میں بہت ہیں جن میں روحانیت کو جسمانی رنگ میں دکھایا گیا ہے"۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اب واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس سورت میں ان چار صفتوں کو اپنی الوہیت کا مظہر اتم قرار دیا ہے اور اسی لئے صرف اس قدر ذکر پر نتیجہ مرتب کیا ہے کہ ایسا خدا کہ یہ چار صفتیں اپنے اندر رکھتا ہے وہی لائق پرستش ہے اور درحقیقت یہ صفتیں بہر وجہ کامل ہیں اور ایک دائرہ کے طور پر الوہیت کے تمام لوازم اور شرائط پر محیط ہے کیونکہ ان صفتوں میں خدا کی ابتدائی صفات کا بھی ذکر ہے اور درمیانی زمانہ کی رحمانیت اور رحیمیت کا بھی ذکر ہے اور پھر آخری زمانہ کی صفت مجازات کا بھی ذکر ہے اور اصولی طور پر کوئی فعل اللہ تعالیٰ کا ان چار صفتوں سے باہر نہیں۔ پس یہ چار صفتیں خدا تعالیٰ کی پوری صورت دکھاتی ہیں تو درحقیقت استواء علی العرش کے یہی معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ یہ صفات جب دنیا کو پیدا کر کے ظہور میں آگئیں تو اللہ تعالیٰ ان معنوں سے اپنے عرش پر پوری وضع استقامت سے بیٹھ گیا کہ کوئی صفت صفات لازمہ الوہیت سے باہر نہیں رہی اور تمام صفات کی پورے طور پر تجلی ہو گئی جیسا کہ جب اپنے تخت پر بادشاہ بیٹھتا ہے تو تخت نشینی کے وقت اس کی ساری شوکت ظاہر ہوتی ہے"۔

پس اس تخت کا ایک اور معنی بھی بیان فرما دیا۔ پس یہ خیال کرنا کہ ایک جگہ فلاں معنی کیا گیا ہے، دوسری جگہ فلاں معنی کیا گیا، یہ جہالت ہے۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں بہت سے بطون ہیں اور اس کی صفات کو الٹ پلٹ کے دیکھیں تو نئے جلوے اس میں دکھائی دیتے ہیں۔ "کل یوم ھو فی شان" (الرحمان: ۳۰) کا یہی مطلب ہے۔ صفات اگر ننانوے ہیں جو ہمیں بتائی گئی ہیں تو ہر یوم جو بے شمار زمانوں پر اطلاق پاتا ہے۔ اس میں نئی جلوہ گری کیسے ہو سکتی ہے اگر صفات نوع بہ نوع جلوے نہ دکھائیں۔ اور اس پہلو سے عرش الٰہی جو صفات کا نام ہے اس کے بھی مختلف جلوے ہیں۔ پس ایسی بحثوں میں نہ پڑو جو تمہاری استطاعت اور سمجھ سے باہر کی بات ہے۔ وہاں جاؤ گے تو وہاں تو فرشتوں کے بھی پر جل گئے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے ہم اس عرش کی باتیں سنتے اور سمجھتے ہیں جن کی رویت صرف ایک انسان کامل کو ہوئی یعنی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور اس رویت کو اس نے اس طرح دیکھا جس نے اپنی آنکھیں چھوڑ دیں اور محمدؐ رسول اللہ کی آنکھیں اختیار کر لیں۔ اپنا دماغ ترک کر دیا اور محمدؐ رسول اللہ کے دماغ میں مدغم ہو گیا۔ اپنے نفس کے، اپنے درد، ذکر، اپنے دل کے ہر تقاضے کو قربان کر دیا اور محمدؐ رسول اللہ آپ کے دل پر اس طرح مستوی ہوئے جس طرح اللہ محمدؐ رسول اللہ کے دل پر مستوی تھا۔ پس آپ کی آنکھوں سے، آپ کے دل سے، آپ کی کیفیات سے آپ نے خدا کو دیکھا اور یہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، یہ آپ کا مرتبہ اور مقام ہے۔ اس کو سمجھتے ہوئے ہمیں بھی انہی راہوں پر قدم آگے بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن توفیق خدا سے ہی مانگنی ہوگی۔ اس کی توفیق کے بغیر ایک قدم اٹھانا بھی اس راہ میں ممکن نہیں۔

خطبہ ثانیہ سے پہلے یہ اعلان کرنا تھا وہ میں نے نہیں کیا غالباً۔ آج کے جمعہ میں دعائیہ اعلان کے لئے ایک بھارت کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات آج سے شروع ہو رہے ہیں، تین دن تک جاری رہیں گے۔ ان سب کو ہم سب کی طرف سے مبارک ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اور ان کو بھی جن کے میں نام پڑھ کر سنانے لگا ہوں۔ اللہ ان سب کے اجتماعات مبارک کرے۔

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی چھٹی مجلس شوریٰ کل ۲۱ اکتوبر کو شروع ہو رہی ہے، انشاء اللہ دو دن جاری رہے گی۔ خدام الاحمدیہ سویڈن کا تیرھواں سالانہ اجتماع اور خدام الاحمدیہ بلجیم کا چوتھا سالانہ اجتماع کل سے شروع ہو رہا ہے۔ یہ بھی دو دن جاری رہیں گے۔ اللہ ان سب اجتماعات کو بابرکت بنائے۔

اعلان نکاح

لندن (نمائندہ الفضل) مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۹۵ء بعد نماز مغرب مسجد فضل لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اعلان نکاح سے متعلق مسنون آیات کریمہ کی تلاوت کے بعد مختصر طور پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے تقویٰ، قول سدید اور نئی نسل کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حسب ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

۱۔ عزیزہ سحر احمد مغل صاحبہ بنت مکرم مختار احمد مغل صاحب ہمراہ عزیزم سید ایاز حیدر صاحب ابن مکرم سید عاشق حسین صاحب (آف ھنسلو)

۲۔ مکرم ڈاکٹر فرید احسن صاحب ابن مکرم ملک محمد اعظم صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ ہمراہ عزیزہ سینا صدف بٹ صاحبہ بنت مکرم مقصود افضل بٹ صاحب (آف ویسٹ کرائیڈن)۔

اعلان نکاح کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر دو نکاحوں کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

(ساتویں قسط)

سوال و جواب

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۹۵ء کو محمود ہال لندن میں ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں بعض غیر از جماعت احباب نے بھی شمولیت فرمائی۔ اس موقع پر معزز مہمانوں کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی گفتگو افادہ احباب کے لئے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے مرتب کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (مدیر)

دجال اور دجال کے گدھے کے بارہ میں تفصیلی ذکر

اب میں دجال کے حوالے سے آپ پر مضمون کھولوں گا۔ وہ لفظ جو آپ نے استعمال کیا ہے وہی اس بات کا گواہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تمثیلی کلام فرما رہے تھے۔ ظاہری، لفظی طور پر اس مسیح کو پرانا مسیح نہیں سمجھ رہے تھے۔ اس کا ثبوت؟ اس مسیح کی علامتوں میں جیسا کہ آپؐ نے فرمایا صرف حکم اور عدل کی نہیں ایک دجال کی بھی علامت ہے اور اس دجال کے قتل کا بھی ذکر ملتا ہے۔ تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعویٰ تو کر دیا کہ میں روحانی طور پر وہی مسیح ہوں مگر کون سا دجال ہے جس کو قتل کیا ہے اور وہ دجال آیا بھی ہے یا نہیں۔ یہ بحث اٹھے گی تو معاملہ حل ہوگا۔ اب آپ دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دجال کی کیا علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک علامت یہ ہے کہ وہ ایک ایسا بڑا دیوہیکل ہوگا کہ اس سے بڑے حجم کا انسان کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اس کا سر گویا آسمان سے باتیں کر رہا ہوگا اور Cloud Lines سے اوپر تک اس کا عروج ہوگا۔ ایک آنکھ اندھی ہوگی یعنی دائیں آنکھ اور بائیں آنکھ ایسی روشن کہ زمین کی پاتال تک کی خبر لائے گا، نیچے تک اترے گا۔ یہ وجود ہے جو دنیا پر قابض ہوگا اور ان پر حکومت کرے گا۔ یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ اس کی مزید علامتیں کیا ہیں جو حدیث میں ملتی ہیں۔ جب تک آپ ان کی طرف توجہ نہیں فرمائیں گے آپ دجال کو پہچان ہی نہیں سکتے۔ اول یہ کہ کیا خدا کی خدائی میں وہ تاریخ جو قرآن نے محفوظ کی ہے کیا آج تک اس قسم کی دیومالائی کہانی پہلے بھی پیش ہوئی ہے۔ یہ کہانی دیومالائی تب بنتی ہے اگر لفظاً اس کو یہی سمجھیں۔ اس کی تہہ میں جو پیغام ہے اگر اس کو پڑھیں تو یہ دیومالائی کہانی بننے کی بجائے ایک ایسی عظیم الشان پیش گوئی بنتی ہے کہ جس کی مثال انبیاء کی تاریخ میں آپ کو دکھائی نہیں دے گی۔

دجال کے گدھے کا عجیب قصہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا دجال دنیا پر قابض ہوگا تو کس طرح قابض ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا اس کا ایک گدھا ہوگا اور وہ گدھا بھی عظیم الخلقت ہوگا۔ اتنا بڑا ہوگا کہ گویا اس کے دو کانوں کے درمیان ستر (۷۰) باع یعنی تقریباً ۱۰۵ فٹ کا فاصلہ ہے اور اس کی علامتیں بڑی عجیب بیان فرمائیں۔ وہ آگ پر چلے گا۔ وہ پٹھے (چارا) نہیں کھائے گا۔ دانہ دنکا اس کی غذا نہیں ہوگی۔ وہ آگ کھا کر چلے گا اور وہ گدھا خشکی پر چلے گا یا سمندر میں چلے گا یا ہوا میں اس کا جواب اس طرح ملتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اول تو وہ اتنا تیز رفتار ہوگا کہ مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے کرے گا۔ نمبر دو اس میں سواریاں بیٹھیں گی اور چلنے سے پہلے اعلان کرے گا کہ میں چلنے لگا ہوں، آ جاؤ جس نے بیٹھنا ہے۔ اور وہ خشکی پر بھی چلے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بڑی کھلی وضاحت فرمائی اور پھر فرمایا کہ اس کی چھلانگ اتنی بڑی ہوگی کہ ایک پاؤں مشرق میں تو دوسرا مغرب میں ہوگا۔ یعنی ایک جگہ سے وہ Take - Off کرتا ہے اور دوسری جگہ جا کر Land کرتا ہے اور اس کا سفر فضا میں Cloud Line سے اوپر ہوگا۔ اور فرمایا وہ گدھا جس کے پیٹ میں آگ جل رہی ہوگی اس کے اندر داخل ہونے کے لئے کھڑکیاں ہونگی اور اس کے اندر روشنیاں جل رہی ہونگی اور آرام سے بیٹھنے کے سامان موجود ہونگے۔ پھر فرمایا کہ وہ سمندر پر بھی چلے گا اور سمندر میں چلنے کی علامت یہ ہے کہ گھٹنوں تک ڈوبے گا باقی Body اوپر رہے گی اور فرمایا کہ وہ سمندر پر کیا کیا کاروبار کرے گا۔ فرمایا دجال کی طرف سے وہ گندم اور غذا کے پہاڑ اٹھا کر چلے گا اور اس گندم کو ان قوموں کی طرف لے جائے گا جو اس کی تائید کرنے والے ہیں یعنی دجال کے حمایتی ہیں۔ جو اس کے حمایتی نہیں ہیں وہ چاہے بھوکے مر جائیں ان کو اس Food کی یا گندم کی امداد نہیں پہنچے گی۔

اب آپ مجھے یہ بتائیے کہ کیا یہ پیش گوئی لفظاً لفظاً پوری ہو چکی ہے یا تمثیلات کی بات تھی اور آپ کو سمجھ آنے لگ گئی ہے کہ دجال کون ہے اور یہ سواریاں کس کی ہیں۔ پروفیسر صاحب پھر بول پڑے اور کہنے لگے کہ دجال کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے وہ ان کے علم میں نہیں آئی۔ [دجال اور خر دجال کے متعلق احادیث و روایات کے لئے ملاحظہ ہو، بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال۔ کتاب الفتن باب خروج الدجال۔ وباب ذکر الدجال وصفتہ ومامعہ۔ سنن ابی داؤد، مسند احمد بن حنبل، مشکوٰۃ کتاب الفتن، کنزالعمال، نزھۃ المجالس، بحار الانوار۔] پروفیسر صاحب نے اس مسئلہ کو مزید الجھانے کی کوشش کی تو حضور نے فرمایا۔ آپ میری بات سنیں۔ مجھے موقع دیں۔

قصہ یہ ہے کہ یہ روایات جو دجال کے گدھے کے متعلق آتی ہیں (حدیثوں میں اسے خر دجال کہا گیا ہے) یہ صرف پروفیسروں کے علم میں نہیں ہیں۔ خر دجال کا یہ قصہ عامۃ الناس کے علم میں ہے۔ یہ تو گھر گھر اور گلی گلی میں مشہور ہے کہ دجال کا ایک گدھا ہوگا جو آگ کھا کر چلے گا۔ اس کا انکار کرنا میرے لئے تعجب انگیز ہے کیونکہ آپ کسی مولوی سے پوچھ لیں وہ خر دجال کے مضمون سے خوب واقف ہے یہاں تک کہ جب ۵۳ء میں جسٹس منیر کی عدالت بیٹھی تھی کہ فیصلہ کرے کہ ظلم کس نے کیا، کیوں کروایا گیا۔ سیاست تھی یا مذہب تھا، کیا تھا۔ اس کی رپورٹ پڑھیں اس میں انہوں نے ایک موقع پر ایک شخص سے پوچھا کہ تم بتاؤ خر دجال آیا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا ابھی نہیں آیا۔ جج صاحب نے کہا دیکھو! اپنے ساتھیوں پر غور کر کے دیکھ لو کہ کہیں ان میں سے تو نہیں ہے اور اس پر خوب قہقہہ پڑا اور یہ بات ریکارڈ ہوئی ہے۔ پس خر دجال تو گلی گلی کا قصہ ہے۔ آپ تو پروفیسر ہیں آپ کو علم ہونا چاہئے تھا۔ آپ نے تو مجھے وہ شعر یاد کرا دیا ہے ؎

پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

یہ جو روایت ہے یہ تو عام ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرتا۔ آج تک کوئی عالم دین ایسا نہیں جس نے میرا یہ جواب سن کر یہ چیلنج کیا ہو کہ دجال کے گدھے کی جو تصویر آپ کھینچ رہے ہیں یہ حدیث میں موجود نہیں ہے۔ پروفیسر صاحب پھر بھی اس قصہ کو جو زبان زد عام ہے ماننے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ حضور نے فرمایا اس میں تمام سنی اور شیعہ مسلمانوں اور ان کے علماء سے میرا اتفاق ہے وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ جہاں بھی دجال کا ذکر آیا اس کے ساتھ خر دجال کا ذکر بھی ملتا ہے اور یہ سب علامتیں اس میں پائی جاتی ہیں۔

عظیم الشان پیش گوئی کے سمجھنے میں مسلمانوں کی کوتاہ نظری

اب سنئے! عیسائی دنیا میں جب بھی میں نے یہ باتیں بیان کیں مثلاً آسٹریلیا میں ایک موقع پر یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک عیسائی پادری صاحب نے لوگوں کو انگیخت کرنے کے لئے سوال کروایا کہ دجال کون ہے۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ آپ لوگ ہیں تو ان کو غصہ آئے گا۔ میں نے کہا دیکھیں! میں آپ کو ابھی بتاتا نہیں کہ دجال کون ہے۔ میں اس کی علامتیں بتا دیتا ہوں آپ مجھے خود بتا دیں کہ آپ سمجھے ہیں یا نہیں۔ جب میں نے یہ حدیث پڑھنی شروع کی تو وہ بیک آواز بول اٹھے کہ ہاں ہم سمجھ گئے ہیں۔ پس یہ سواریاں ہیں جو عیسائی قوموں نے ایجاد کی ہیں اور ان کے دو پہلو ہیں جو اس حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ ایک مذہبی پہلو یعنی دائیں آنکھ۔ اس سے وہ نہیں دیکھ رہے۔ خدا کا بیٹا بنا رہے ہیں اور سوچتے بھی نہیں۔ انہوں نے سائنسز اتنے غور سے پڑھیں اور پاتال تک نظر ڈالی لیکن سوچتے نہیں کہ خدا اور بندہ کا تخلیقی تعلق تو ہو سکتا ہے ابوت کا جوڑ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ایک آنکھ بالکل اندھی ہے۔ ایک آنکھ روشن ہے یعنی دنیوی علم کی آنکھ، جستجو کی آنکھ حیرت انگیز کارنامے دکھا رہی ہے۔ اور یہ دجال کا گدھا بننا خود ان عظیم کارناموں میں سے ایک ہے۔ Food Aid جو بعض قوموں کو دی جاتی ہے اس کا کوئی تصور بھی اس زمانے میں موجود نہیں تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس گدھے کے متعلق Mountain of Food لئے پھرتا دیکھ رہے ہیں کہ وہ غریب قوموں کی طرف جا رہا ہے۔ مگر غربت کی وجہ سے نہیں، دجال کی حمایت کی وجہ سے۔ سرجری کی جو باتیں آج ہمارے سامنے آ رہی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں بدن کا ایسا کٹ جانا کہ وہ دونیم ہو جائے اور اگر فوری طور پر اس کو جوڑ دیا جائے تو رگیں ملا کر انہوں نے اس کو پھر زندہ کر دیا ہے۔

پس یہ ساری باتیں دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عظیم الشان پیش گوئیاں ہیں لیکن ان کو ظاہر پر محمول کرنے سے مسئلے حل نہیں ہوتے۔ ان کی کنہہ کو سمجھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صداقت کی تائید میں دجال کی یہی پیش گوئی ایک عظیم پیش گوئی بن جاتی ہے۔ پس اس دجال سے ٹکر مسیح موعود نے لینی تھی اور اس ٹکر کا خلاصہ یہ بیان ہوا کہ "یکسر الصلیب" وہ صلیب کو توڑے گا "ویقتل الخنزیر" (بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم) اور وہ سور کو قتل کرے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ جس نے صلیب کو توڑنا تھا اور سور کو قتل کرنا تھا اگر وہ ظاہری طور پر وہی ہے تو پھر ظاہری طور پر سور بھی وہی بنے گا اور صلیب بھی وہی بنے گی۔ اگر تمثیلی پیغام ہے تو مسیح بھی تمثیلی، صلیب بھی تمثیلی اور سور بھی تمثیلی۔ وہ علماء جو آپ تک اب تک دین پہنچاتے رہے ہیں وہ اس بات پر مصر ہیں کہ یہ پیش گوئیاں ظاہر پر محمول ہونگی۔ آج تک اس گدھے کا منہ دیکھ رہے ہیں جو ظاہری طور پر پیدا نہیں ہوا۔ وہ پیدا ہو چکا ہے مگر باطنی معنوں میں۔ وہ آج تک مسیح کا انتظار کر رہے ہیں جس نے موسیٰ کی امت کا فیض پایا تھا اور دوبارہ ابھی تک نہیں اترا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیش گوئی اگر دجال کے بارہ میں حیرت انگیز صفائی سے پوری ہو چکی ہے تو ضرور مسیح کو تلاش کریں وہ دکھائی دے گا۔ اس نے صلیب کو کیسے توڑا۔ علماء کہتے ہیں کہ اس نے نہیں توڑا کیونکہ دنیا میں بے شمار صلیبیں موجود ہیں، ارب ہا ارب صلیبیں ہیں۔ وہ مسیح آئے گا، آپ کہیں گے الحمدللہ یہ اترا اب ہماری اصلاح فرمائے گا۔ مسیح کہے گا نہیں، میں نے پہلے صلیب توڑنی ہے۔ علماء کے نزدیک ساری دنیا کا چکر لگائے گا۔ ہر عیسائی گرجے کا دورہ کرے گا اور صلیبیں توڑ کر پھینکتا چلا جائے گا۔ اب یہ انڈسٹریل قومیں ہیں تو جتنی توڑے گا ان سے کئی گنا زیادہ بنا سکتے ہیں۔ لیکن یہ سفر کتنی دیر میں ختم ہوگا۔ جب ہوگا اور امت محمدیہ کہے گی شکر ہے اب ہمارا مصلح ہمارے پاس آ گیا۔ مسیح کہے گا نہیں، تم نے حدیث میں نہیں پڑھا میں نے ابھی سور مارنے ہیں۔ تو وہ ساری دنیا کے بیلوں کا چکر لگائے گا اور ان تمام Cattle Farms کا visit کرے گا جہاں سور پالے جاتے ہیں اور ان سب سوروں کو ختم کر کے پھینک دے گا تو پھر وہ واپس آئے گا اور مسلمان کہیں گے الحمدللہ اب ہمارا مصلح واپس آیا ہماری اصلاح فرمائے گا۔ تو وہ کہے گا کہ تم نے حدیث میں آگے یہ نہیں پڑھا کہ "فیتزوج و یولد لہ" (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ) وہ بڈھا شادی بھی کرے گا اور ابھی اس کے بچے بھی ہونگے تو مجھے شادی تو رچانے دو۔ اب اگر ان باتوں کے متعلق آپ یہ سمجھیں کہ یہ ظاہری طور پر پوری ہونگی تو انبیاء کی پیش گوئیوں کا آپ ایک شائبہ تک بھی معلوم نہیں کر

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:
041 777 8568
FAX 041 776 7130

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۴۹)

کلکیریا سلف کے مختلف استعمالات کا بیان

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کہ پروگرام "ملاقات میں ۵ دسمبر ۱۹۹۴ء کو

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(لندن ۵ دسمبر ۱۹۹۴ء) حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ہومیو پیتھی کلاس میں کلکیریا سلف کے متعلق پڑھایا اور اس کی مختلف علامات اور استعمالات بیان فرمائے۔

کلکیریا سلف
CALC. SULPH.

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے ضدی نزلہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ دراصل کرانک نزلے کی پہچان مشکل ہے۔ جن کو پرانے نزلے ہوں انکی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ پرانے نزلے سے بدبو شروع ہو جاتی ہے ایسے مریض کے پاس بھی بیٹھا نہیں جاتا۔ اس لئے اس کی طرف توجہ چاہیئے۔

مختلف اور ادویہ میں جن میں یہ نزلہ پایا جاتا ہے ان میں سورائینم (Psorinum) میں کرانک نزلہ ہے۔ لیکن اس کی بدبو نمایاں چیز ہے جس سے وہ پہچانا جاتا ہے۔ ناک کی تکلیف میں سورائینم کی خاص عجیب بات یہ ہے کہ سارا جسم ٹھنڈا ہوتا ہے سخت گرمی چاہتا ہے لیکن ناک میں ٹھنڈی ہوا پسند کرتا ہے حالانکہ یہ مریض ٹھنڈی ہوا کا دشمن ہوتا ہے۔

اس میں چوکنگ (Chocking) بہت زیادہ ہے جو اس دوا کا خاصہ ہے۔ سانس کی نالی میں چوکنگ ہوتی ہے۔ معمولی ہوا سے یا بو لنے سے چوکنگ ہو جاتی ہے۔ ہیپر سلف (Heper Sulf) میں بھی یہ بہت ہے اور کلکیریا سلف میں بھی ہے۔

حضور نے فرمایا گردے کی کرانک سوزش میں کلکیریا سلف بہت اچھا کام کرتی ہے بشرطیکہ دیگر علامات بھی ساتھ موجود ہوں۔

حضرت صاحب نے فرمایا کئی دفعہ مزاج کی علامات ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ ہومیو پیتھک معالج کے پاس مریض کی حالت کے حوالے سے اتنا وقت ہی نہیں ہوتا۔ اس وقت اس کی ذہانت جو لمبے تجربے سے پیدا ہوتی ہے کام آتی ہے۔ اس لئے عام ادویہ کا استعمال ہی کارآمد ثابت ہوتا ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا مردانہ تکالیف میں بھی اس دوا کو بڑا دخل ہے۔ اس کے علاوہ بعض لوگوں کو گلے میں نزلہ زکام کی وجہ سے سوزش ہوتی ہے۔ اس میں بھی یہ دوا فائدہ مند ہے۔ یہ علامات پہچانی جاتی ہیں۔ بعض کی تکلیف کی علامات شام کو بڑھتی ہیں مثلاً کاربوویج اور فاسفورس اور صبح کو علامات بڑھیں تو کاسٹیکم موثر ہوتی ہے۔ گلے کی مستقل سوزش جس سے آواز مستقل طور پر بیٹھ جاتی ہے اس میں بھی یہ دوا مفید ہے۔ اس میں کیلشیم اور سلفر بھی ہے لیکن رات کی علامت میں سلفر غالب ہے۔ مریض کو جسم پر کپڑے بھی برداشت نہیں ہوتے بار بار اتار کر پھینکنا چاہتا ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا گرمی کی ایسی علامات میں پلسٹیلا اور دیگر مختلف ادویات میں کیا فرق ہے؟

پلسٹیلا میں ہاتھ یا پاؤں جلیں گے سارا جسم اکٹھا گرم نہیں ہوگا۔ یا سر کی طرف خون کا جوش ہوگا جیسے بیلاڈونا میں ہوتا ہے۔

سلفر میں ہاتھ پاؤں یا سر کی چوٹی ان میں سے کسی ایک جگہ گرمی نہیں ہوتی سارے جسم کو کپڑے سے گھبراہٹ ہوتی ہے خواہ موسم ٹھنڈا بھی ہو۔

حضرت صاحب نے فرمایا یہ دمے کی بہت چوٹی کی دوا ہے لیکن ایسی نہیں جو روزمرہ کام آئے۔

دمے میں روزمرہ کام آنے والی دوائیں

کاربوویج (Carbo Veg)، آرسنک (Arsenic)، اپی کاک (Ipecac)، بیلاڈونا (Belladonna) اور نکس وامیکا (Nux Vomica) ہیں۔ اگر گرمی زیادہ بڑھے تو بیلاڈونا کام نہیں آئے گی میگنیشیا فاس (Mag Phos) کام آئے گی۔ میگ فاس کا تشنج گرمی سے آرام پاتا ہے اور سردی سے بڑھتا ہے۔ بیلاڈونا کا تشنج گرمی سے بڑھتا ہے اور سردی سے آرام پاتا ہے۔ بیلاڈونا خشک کھانسی میں عموماً اسی لئے کام آتی ہے۔ بیلاڈونا گلے کی گرمی میں خراش اور سوزش کو کنٹرول کرتی ہے۔

حضرت صاحب نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ مجھے بہت بولنا پڑا جس سے گلے میں تکلیف تھی اور خطرہ تھا کہ اس روز چونکہ جمعہ تھا، اس لئے نامعلوم جمعہ پڑھا جاسکے گا یا نہیں اس لئے میں نے جمعہ پر جانے سے قبل بیلاڈونا ۲۰۰ کی ایک خوراک کھالی۔ خدا کے فضل و کرم سے سارا جمعہ آرام سے گزر گیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہومیو ادویہ بڑی زوداثر اور فائدہ مند ہیں۔ اگر حکمت سے ان کا استعمال کیا جائے تو بڑے اچھے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

ٹانگوں کا بوجھل پن کاربوویج (Carbo. Veg) اور کلکیریا کارب (Calc. Carb) میں بہت نمایاں ہے۔ آرنیکا میں بھی ٹانگوں کی تھکاوٹ اور دکھن کے ساتھ بوجھل پن ہے۔ کلکیریا سلف کی بھی یہ نمایاں علامت ہے۔ ایسے مریض کو کھڑا ہونا مشکل ہو تو یہ سلفر کی علامت ہے۔ برائیونیا میں بھی یہ تکلیف ہے چلنے سے تکلیف ہوتی ہے اور کھڑے ہونے سے آرام آتا ہے لیکن کلکیریا سلف میں چلنے کے بعد سارا بدن دکھن سے بھر جاتا ہے۔ کھڑا ہونا اور چلنا بھی مشکل ہے۔ چلنے سے درد بڑھتی ہے اور جمع ہوتی رہتی ہے۔

ملیریا کی دوائیں

حضور نے فرمایا کہ ہومیو پیتھک میں دواؤں کے اوقات کی بڑی اہمیت ہے۔ مثلاً ملیریا میں اوقات کی بڑی اہمیت ہے۔ ملیریا کی علامتیں قریباً ایک جیسی ہوتی ہیں۔ سب میں سردی لگنا، کانپ کر بخار چڑھنا، بخار اترے تو پسینہ آنا۔ اس کا زیادہ تر انحصار اوقات پر ہے یا جنرلائزیشن (عمومیت) پر ہے۔

عمومی طور پر آرنیکا ۱۰۰۰ حفظ ماتقدم کے طور پر دیں اور اگر بخار ہو جائے تو بخار اترنے کے بعد دیں۔ اس سے بہت اچھے نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں نے افریقہ کے مربیان کو ہدایت کی ہے کہ اس کو مستقل استعمال میں رکھیں۔

آرسنک ۱۰۰۰ ملیریا کا دوسرا بخار چڑھنے سے پہلے مفید ہے۔ چھوٹی پوٹینسی میں اس کا فائدہ نہیں دیکھا۔ ۳۰ میں دے کر دیکھی ہے زیادہ فائدہ نہیں ہوا۔

بچوں کو بخار ہو، سردی لگ گئی ہو آرسنک ۱۰۰۰ بہت مفید ہے مگر ضروری نہیں کہ یہ ہر موسم میں کام کرے لیکن جس قسم کا وائرس کسی موسم میں چل رہا ہو اس میں ایک مریض کو بھی کام آ جائے تو باقی سب پر بھی اثر کرے گی۔ اچانک بخار رات کو ہو جائے، وجہ کا پتہ نہ چلے تو آرسنک کی طرف توجہ چاہیئے۔ ملیریا میں بھی آرسنک کو بہت اہمیت ہے۔ اونچی طاقت میں دی جائے۔ ملیریا کی اور دوائیں مثلاً چائنا (China) بھی ہے۔ ملیریا اوقات سے پہچانا جاتا ہے۔

صبح نو بجے بخار چڑھے تو نیٹرم میور (Nat. Mur.) دیں۔ رات ۱۱ بجے بخار چڑھے تو برومیم (Bromium) مفید ہے۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ سمندر سے دور INLAND پر تکلیف بڑھتی ہے اور سمندر کے کنارے پر آرام آتا ہے۔ بہرحال پہلے آرنیکا (Arnica) اور آرسنک (Arsenic) کو فوقیت دیں جب بخار نہ چڑھا ہو اور جسم دکھتا ہو تو رسٹاکس (Rhus Tox) اور برائیونیا (Bryonia) سے ملیریا سے بچایا جاسکتا ہے۔

حضور نے فرمایا ملیریا کے وقت کے جھگڑے میں میں بڑا پریشان رہا۔ کبھی کسی وقت بخار چڑھ گیا اور کبھی کسی وقت۔ آخر کار میں نے تجربے سے یہ دوائیں اخذ کیں۔

نیٹرم میور صبح کے بخار میں بہت اچھی ہے مگر کبھی چڑھتے بخار میں نہ دیں۔ باقی ادویہ بھی چڑھتے بخار میں نہ دیں اس سے شدید رد عمل ہوتا ہے یا اثر ہی نہیں ہوتا۔ لیکن اترتے ہوئے بخار میں جب بخار آخری دموں پر ہو اس وقت دوا دیں اور پھر اگلے بخار سے پہلے تک جاری رکھیں۔ اس بات کی علامت کہ دوا کام کر رہی ہے یہ ہے کہ دوبارہ بخار یا تو ہوگا ہی نہیں یا اپنے وقت سے لیٹ ہوگا اور اس کا حملہ کم ہوگا یا بعض اوقات وقت سے بہت پہلے اچانک بخار ہو جاتا ہے اس وقت دوا بند کردیں یہ جلد ٹوٹ جائے گا۔ پھر دوا دیں انشاء اللہ بخار دوبارہ نہیں آئے گا۔ حضور نے فرمایا کہ ملیریا کو دواؤں سے سنبھالنا ایک مشکل کام ہے۔

ایک خاتون نے سوال کیا کہ ملیریا کی پہچان کس طرح ہو؟ حضور نے فرمایا یہ واقعی اہم سوال ہے۔ ملیریا اتنی شکل بدل لیتا ہے کہ ایلوپیتھی میں ملیریا کے ایک ماہر ڈاکٹر کے تجربے کا نچوڑ یہ ہے کہ ملیریا سوائے حاملہ عورت کے ہر دوسری چیز کی نقل کر سکتا ہے، اتنے بھیس بدلتا ہے۔ کبھی ٹائیفائیڈ کی علامت میں کبھی نزلے کے بخار میں اور کبھی جوڑوں کے درد سے مشابہہ بخار کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔

ملیریا کی بنیادی علامت سخت سردی، تیز بخار، متلی، سردرد اور الٹی ہے۔ پھر جب بخار ٹوٹتا ہے تو پسینہ آکر بالکل آرام آ جاتا ہے۔ یہ Intermittant Fever ہے۔ یعنی ایسا بخار جو دو حملوں کے درمیان جسم کو بالکل چھوڑ دے اور دوبارہ بخار ہونے پر وہی علامات آ جاتی ہیں۔

حضور نے فرمایا ملیریا کی ایلوپیتھک دوائیں ریسوچین، نیواکنین وغیرہ بہت سخت بداثرات رکھتی ہیں۔ سخت الرجی، گردوں پر اثر ان کے سائیڈ ایفیکٹ ہیں۔ ایلوپیتھی کی یہ ادویات اس لحاظ سے تو بہت اہم ہیں کہ یہ مرتے ہوئے مریض کو بچا لیتی ہیں۔ اگر ہومیو پیتھی کی صحیح موثر دوا نہ ملے تو مریض کی جان بچانے کے لئے اس کو ایلوپیتھک کے حوالے کر دیا جائے۔ ملیریا میں ایلوپیتھی کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ مریض ہاتھ سے نہیں نکلتا۔

انٹی ڈوٹ

انٹی ڈوٹ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں حضرت صاحب نے فرمایا کتابوں میں ہر دوا کے ساتھ اس کا انٹی ڈوٹ لکھا ہوتا ہے مثلاً کیمفر (Camphor) کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کو الگ ڈبے میں رکھیں کیونکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کی بو سے دوسری دواؤں کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ 6X میں اصل مواد کا دوا میں کوئی اثر بھی نہیں رہتا۔ لیکن میں نے تو اپنی دواؤں کے ڈبے میں ہمیشہ کیمفر کو ساتھ رکھا ہے میری کسی دوا نے کام کرنا نہیں چھوڑا۔

بسااوقات میں نے تجربہ کیا کہ ایک دوا اثر نہیں کر رہی تھی۔ پتہ لگا کہ اصل فتنہ کی جڑ وکس (Vicks) تھی۔ اس کی تیز بو ہومیو دوا کے اثر کو ختم کر دیتی تھی۔ کیمفر سب سے بڑا انٹی ڈوٹ ہے۔ کم پوٹینسی IX اور 2X میں استعمال کریں۔

سلفر کے بارے میں حضرت صاحب نے بتایا کہ اس کا عمل بطور انٹی ڈوٹ نہیں ہوتا بلکہ اس کے استعمال سے مریض کی علامات کھل کر سامنے آ جاتی ہیں اور مرض کی پہچان ہو جاتی ہے۔ اگر مریض کسی دوا کے اثر سے INERT ہو جائے اور اس کا جسم نہ جاگے تو سلفر بہت اچھا کام کرتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا اس کا ایک اور بھی استعمال ہے مثلاً میں بچوں کو سلیشیا (Silicea) دیتا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد اثر ہونا بند ہو جاتا ہے۔ درمیان میں سلفر کی ایک خوراک دے دیں تو سلیشیا عمل کرنا شروع کر دیتی ہے۔

شہد کی مکھی یا بچھو کے کاٹے کا علاج

شہد کی مکھی کے کاٹے کا علاج حضرت صاحب نے فرمایا نیٹرم میور (Nat. Mur.)، لیڈم (Ledum) اور آرنیکا (Arnica) کا کمبی نیشن دیں یا آرسنک (Arsenic)، نیٹرم میور اور لیڈم۔ یہ کمبی نیشن زہریلے کیڑوں کے کاٹ لینے اور خصوصاً بچھو کے کاٹے کا چوٹی کا علاج ہے۔ ویسے شہد کی مکھی کا انٹی ڈوٹ کاربالک ایسڈ (Carbolic Aeid) ہے یعنی ایسڈ کارب۔ چیچک کی ویکسی نیشن دی جاتی ہے تو اس کے رد عمل کو دور کرنے کے لئے تھوجا (Thuja) مفید ہے۔ اب چیچک دنیا سے غائب ہوگئی ہے۔ ایک دفعہ ہم افریقہ جا رہے تھے تو میں نے، بی بی نے اور بچوں نے ٹیکے لگوائے۔ اس کا رد عمل ہوا جسم کا جوڑ جوڑ دکھتا تھا۔ بخار، منہ بدمزا ہوگیا۔ اس میں آرنیکا اونچی طاقت میں دی گئی۔ بڑا فائدہ ہوا لیکن اب آرنیکا کا یہ استعمال بطور انٹی ڈوٹ کہیں درج نہیں۔ اس کو اس کی علامات کے مطابق استعمال کیا گیا۔

عضلات کی کمزوری

حضرت صاحب نے فرمایا ایک اور بات اہم ہے۔ عضلات کی جو کمزوری سارے جسم میں ہوتی ہے میرے تجربے میں یہ بات آئی ہے کہ اس کے لئے انفلوئنزینم (Influenzinum) بہت مفید ہے۔ انفلوئنزا کے زہر میں یہ بات شامل ہے کہ سارے جسم کی طاقت نکال دیتا ہے۔ اس کے لئے انفلوئنزا کے مریض کو یہ خاص تاکید کی جاتی ہے کہ صحت یاب ہونے کے بعد بھی آرام ضرور کرے۔ اچانک حرکت سے عضلات کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اب یہ خود انفلوئنزا کے بداثرات کا انٹی ڈوٹ بھی ہے۔ یہ آئسو پیتھی (Isopathy) کی علامت ہے۔ یعنی جس دوا یا زہر نے کوئی علامت پیدا کی ہے اس کی ہومیو طاقت میں اس کا استعمال اسی کا مقابلہ کرتی ہے اور اگر بیماری سے پہلے دے دیں تو ویکسی نیشن کا کام کرتی ہے۔ اس لئے جب انفلوئنزا کے دن ہوں تو بیماری سے پہلے

دیں تو یا مریض بیمار ہی نہ ہوگا یا ہوگا تو بہت کم ہوگا۔ ٹانگوں ہاتھوں یا مسلز میں کمزوری ہو، بے جان محسوس ہوتے ہوں تو اسے ۲۰۰ طاقت میں استعمال کریں۔

نوزوڈ کو حفظ ماتقدم کے طور پر استعمال کیا جائے تو بہت مفید ہے۔ یا بیماری کے بعد کے بداثرات سے بچنے کے لئے استعمال کیا جائے۔ سوائے اس کے کہ تجربے میں استثنائی طور پر کوئی بات ہو۔

حضور نے فرمایا کہ ٹائیفائیڈ میں ٹائیفائیڈینم اور پائیروجینم بہت چوٹی کی دوا ہے۔ بعض جگہ نمایاں اثر کرتی ہے۔

حفظ ماتقدم میں ضرور نوزوڈ سے کام لینا چاہئے۔ ٹائیفائیڈ کا نوزوڈ بداثرات میں بالکل کام نہیں کرتا۔

حضرت صاحب نے فرمایا ٹائیفائیڈ کا فالج کبھی ٹھیک نہیں ہوتا۔ پولیو کا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کن پیڑے کا فالج کبھی ٹھیک نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹائیفائیڈ عضلات پر نہیں بلکہ Nerves پر بیٹھتا ہے۔ جو زہریلا مادہ Nerves کو مار دے اس کا کوئی علاج نہیں مثلاً ٹائیفائیڈ اندھا کر دے تو کسی طرح ٹھیک نہیں ہوتا۔ یہ Optic Nerve پر حملہ کرتا ہے۔ ضمناً حضرت صاحب نے فرمایا کہ آجکل Nerves کے بیمار حصے کو بائی پاس کر کے صحت مند حصے کو جوڑنے کے تجربات ہو رہے ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں نے ٹائیفائیڈ کا بہت علاج کیا ہے۔ ربوہ میں بعض دفعہ وبا کی صورت میں ٹائیفائیڈ ہوتا تھا۔ ایک بھی کیس ایسا نہیں جس میں ٹائیفائیڈ کا نوزوڈ شروع کیا ہو اور دماغ یا Nerves پر حملہ ہوا ہو یا کوئی اور بداثر ہو۔ نوزوڈ کا استعمال گہرے اثرات والی بیماری کی بیخ کنی کرتا ہے۔ اس طرح سے کہ وہ پھر پیدا ہی نہیں ہوتیں۔

حضور نے فرمایا ایسے بخاروں میں جن میں Nerves پر حملہ نہ ہو اس کی چوٹی کی مثال چیچک ہے۔ جسم پر گڑھے نما داغ پڑ جاتے ہیں جو بہت ہی برے لگتے ہیں۔ آنکھیں بھی اندھی ہو جاتی ہیں۔ آنکھ کے ڈھیلے میں ایسی تبدیلیاں آ جاتی ہیں کہ آنکھ مسخ ہو جاتی ہے وہ پھر ٹھیک ہونے کے قابل نہیں رہتی۔

اس کے علاج کے لئے چیچک کے نوزوڈ دیں۔ ایک لاکھ کی طاقت میں ایک دو ماہ کے وقفے سے۔ خود بخود جلد کی شکل بدلنا شروع ہو جاتی ہے۔ ایسے کئی لوگ میرے علم میں ہیں جن کے چہرے کی شکل میں پہلے اور بعد میں نمایاں فرق پڑ گیا گویا شکل ہی بدل گئی۔

نوزوڈ کو اس کے اپنے بداثرات کو دور کرنے کے لئے بیماری کے بعد کامیابی سے استعمال کیا جاتا ہے۔

ٹائیفائیڈ کی علامات یہ ہیں کہ کبھی بھی کلیتہً جسم کو نہیں چھوڑتا۔ بخار کچھ کم ہوتا ہے پھر دوبارہ اوپر ہو جاتا ہے۔ ہر دفعہ کمی کا وقت کم ہوتا جاتا ہے اور پھر مسلسل یکساں بخار رہتا ہے۔ اس میں انتڑیوں کی بھی تکلیف ہوتی ہے۔ چہرے پر جگہ جگہ خون کے دھبے سے دکھائی دیتے ہیں۔ اسہال سخت بدبو دار ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ صرف قبض ہوتی ہے پھر دماغ پر بھی اثرات ہوتے ہیں۔ ٹائیفائیڈ ٹھیک ہو جائے تو چھوٹے چھوٹے دھاگے چہرے سے نکلتے ہیں خصوصاً اگر ٹائیفائیڈ صحیح طریقے سے ٹھیک ہو ورنہ اکثر ایلوپیتھک علاج میں یہ دھاگے نہیں نکلتے ایسی صورت میں ٹائیفائیڈ دوبارہ بھی ہو جاتا ہے۔

ملیریا کی علامات۔ کچھ عرصہ کے لئے بخار ہوتا ہے ایک دفعہ مریض کا پیچھا چھوڑ کر بار بار حملہ کرتا ہے۔

سوال و جواب

سکتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اور یہ ان علماء کا سب سے بڑا ظلم ہے کہ وہ ان باتوں کو جن بھوت کی فرضی کہانیوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ حالانکہ امت محمدیہ میں اسلام کی تائید میں یہ ایک عظیم الشان پیش گوئی موجود ہے جسے دہریوں کے سامنے بھی پیش کیا جائے تو ان کے منہ بند ہو جاتے ہیں۔ کون تھا چودہ سو سال پہلے جو ہوائی جہاز کا تصور کر سکتا تھا۔ کون تھا جو آگ سے چلنے والی سواری کا تصور کر سکتا ہے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ آگ پیٹوں کو جلاتی تھی۔ پیٹ میں غذا تو نہیں پہنچاتی تھی۔ پس یہ پیش گوئیاں ہیں جو تبھی پوری ہوتی ہیں اگر ان کو معنوی تسلیم کریں۔ پس جہاں تک قتل خنزیر کا تعلق ہے اس میں سور سے مراد سور کی تہذیب ہے۔ سور میں بےحیائی کا عنصر بہت نمایاں ہے۔ ایسی تہذیب سے ٹکر لینا جس میں بے حیائی نمایاں ہو اور خصوصیت کے ساتھ اس میں Homosexuality پائی جائے۔ یہ حال تو اب اتنا کھل کر سامنے آگیا ہے کہ چرچوں کی بحث میں بڑے بڑے کلیساؤں نے فیصلہ دے دیا ہے کہ ہاں بےشک Homosexual ہو تم چرچ کا عہدہ سنبھال سکتے ہو اور ایسے پادری یہاں بھی ہیں اور امریکہ میں بھی ہیں جو کھلے عام Homosexual ہونے پر فخر کرتے ہیں اور پھر بھی وہ پادری ہیں۔ یہ جو چیزیں ہیں یہ ساری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیش گوئی میں شامل تھیں۔

صلیبی مذہب کے خلاف مسیح موعودؑ کا عظیم جہاد

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا جہاد کیا ہے جس کے نتیجہ میں سب سے پہلے یہ کہا جا سکے کہ آپ نے صلیب کو توڑ دیا۔ سب سے پہلا عقیدہ جو مسیح موعودؑ نے پیش فرمایا اور بڑے زور سے پیش فرمایا یہ تھا کہ قرآن کی رو سے، بائبل کی رو سے اور تاریخ کی رو سے ثابت کیا کہ مسیح ابن اللہ نہیں بلکہ ایک نبی تھا جو فوت ہو چکا ہے، زندہ نہیں ہے۔ اگر خدا کے فرضی بیٹے کو جس کی عبادت کی جاتی ہے یہ ثابت کر دیا جائے کہ وہ فوت ہو گیا تو صلیب کی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ اور یہی عقیدہ ہے جس کو زور شور سے پھیلانے کے نتیجہ میں سب سے زیادہ مسلمان علماء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہوئے۔ اس لئے ایک یہ بھی منظر ہے۔ احمدیت کے زاویے سے اس کو بھی دیکھ لیں۔ پھر آپ کی مرضی ہے جو چاہیں فیصلہ فرمائیں۔ آپ نے خدا کو جان دینی ہے مجھے تو نہیں دینی۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

نوع انسانی کا پہلا قدم

سائنسی رسالہ NATURE میں شائع شدہ Meave Leakey کی ایک رپورٹ کے مطابق انہیں کینیا کی جھیل ترکانہ کے علاقہ میں ۴۲ لاکھ سال قبل کا ایک جبڑے کا اوپری حصہ اور پنڈلی کی ہڈیاں ملی ہیں اور تحقیق کے مطابق شائد یہ موجودہ انسان سے ملتا جلتا سب سے پرانا جانور ہے جسے Australopithecus Anamensis کا نام دیا گیا ہے۔

انسانی تخلیق کے تدریجی مراحل کی تلاش میں کینیا میں بڑا کام ہو رہا ہے اور یہاں موجودہ انسان کے آباؤ اجداد کی ہڈیاں دریافت ہوئی ہیں۔ Australopithecus Anamensis سے قبل کے Fossils میں ۳۶ لاکھ سال قبل کے Australopi-thecus Afarensis کے Fossils سب سے قدیم سمجھے جاتے تھے لیکن موجودہ دریافت سے انسان کے ۴۲ لاکھ سال قبل زمین پر موجود اجداد پر روشنی پڑی ہے۔ یہ جانور سیدھا چلتا تھا جو HOMINID گروپ کی ممتاز خصوصیت ہے۔

اسی علاقہ سے ۴۵ لاکھ سال قبل کے ایک اور جانور کے آثار بھی گزشتہ سال دریافت ہوئے تھے جسے Australopithecus Ramidus کا نام دیا گیا ہے۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ جانور سیدھا کھڑا ہوکر چلتا تھا یا APES کی طرح اپنے چاروں پاؤں پر۔ اس لئے اس کے بارہ میں حتمی طور پر یہ کہنا کہ یہ انسانی تدریجی ترقی میں ایک کڑی ہے بہت مشکل ہے۔ اسے فی الحال ایک الگ لائن قرار دیا جارہا ہے۔

انسانوں کی Genetic گروپنگ کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ انسانوں، گوریلا اور چمپینزی میں بہت مماثلت ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ تینوں گروپوں کا مشترکہ جد اب سے کوئی پچاس تا ستر لاکھ سال قبل زمین پر موجود تھا جس سے یہ تینوں

گروپ علیحدہ ہوکر انفرادی تدریجی ترقی کے عمل سے گزرتے ہوئے موجودہ سطح تک پہنچے ہیں۔

موجودہ انسانوں سے قبل Hominid گروپ میں Homo Erectus موجود تھا جو Homo Habilis سے ترقی پذیر ہوا اور اس کی ترقی Aus-tralopithecus Afarensis سے ہوئی جو تقریباً ۳۶ لاکھ سال قبل زمین پر رہتا تھا اور اب نئی دریافت کے مطابق یہ جانور اس نئی دریافت Australopithecus Anamensis سے تیار ہوا۔

(ماخوذ از "نیوزویک" ۲۸ اگست ۱۹۹۵ء ص ۵۶)

(مرسلہ خلافت لائبریری ربوہ)

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوایئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

احمدی بھائیوں کی اپنی قابل اعتماد ٹریول ایجنسی
ہوائی سفر کیلئے
INDO-ASIA REISEDIENST
کی خدمت کے نئے انداز
دُنیا کے گرد پھیلے ہوئے پانچ براعظموں میں کسی بھی ملک میں سفر کرنے کیلئے مناسب داموں پر ہوائی جہاز کے ٹکٹ حاصل کریں اور
اسی طرح پاکستان کے مختلف شہروں کے بارعایت ٹکٹ کے حصول کیلئے ہماری خدمات سے ضرور فائدہ اٹھائیں
P.I.A کی خصوصی پیشکش
جلسہ سالانہ قادیان کیلئے
بکنگ جاری ہے
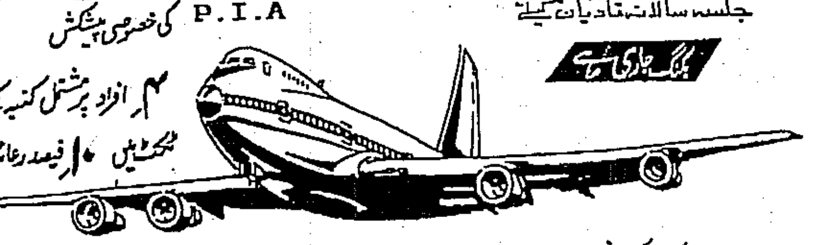
۴ افراد پر مشتمل کنبہ کیلئے ٹکٹ میں ۱۰ فیصد رعائت
امریکہ اور کینیڈا کیلئے Last Minute Price
سٹٹگارٹ میونخ ہمبرگ Düsseldorf سے کراچی ab 980,-
عمرہ یا حج کی ادائیگی ہر مسلمان کی دلی آرزو ہے، پاکستان جاتے ہوئے اس اہم ترین سفر کے لئے ہم سے رابطہ کیجئے اور اپنی نشست محفوظ کرا لیجئے۔ مسافروں کا آرام ہمیشہ ہماری اولین ترجیح رہا ہے
آپ جرمنی کے کسی بھی ایئرپورٹ سے براستہ فرینکفرٹ ڈائریکٹ لاہور اور اسلام آباد فضائی سفر کر سکتے ہیں
نیز ہمارے ہاں انگریزی اور اُردو کا جرمن زبان میں ترجمہ کرانے کا بندوبست بھی موجود ہے
آپ کی خدمت کے منتظر
منیر احمد چوہدری (ایئرپورٹ سوشل ڈیپٹ) عبدالسمیع (وینٹے وکیل والے)
Indo - Asia Reisedienst
Am Hauptbahnhof 8-60329 Frankfurt
Tel. : 069 - 236181

کلام حسن رہتاسی

(پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی)

اردو ادب میں مزاحیہ شاعری کی روایت بہت پرانی ہے۔ ابتداء میں فارسی شاعری کے زیر اثر مزاح کی روایت بھی ہجویات یا طنز کی اسلوب میں نمایاں ہوئی۔ رفتہ رفتہ خالص مزاح کی شکل نکھر کر سامنے آئی۔ مگر مزاح کو طنز سے جدا کرنا ایسے ہی تکلیف دہ اور جانکاہ ہے "جس طرح گوشت کا ناخن سے جدا ہو جانا"۔ سودا کی مضحکات کی عمارت زیادہ تر اپنے زمانہ کی معاشی اور معاشرتی ابتری پر استوار کی گئی ہے مگر جب بات معاشرت اور معیشت سے شروع ہو تو طنز کا در آنا فطری امر ہے۔ چنانچہ ہجویات کا سلسلہ ان کے ہاں دراز تر ہوتا چلا گیا۔ ہجو کسی گھوڑے کی ہو تو بھی وہ گھوڑے کی بجائے انسانوں پر ہی منطبق ہوا کرتی ہے۔ اگر کسی رئیس کی ہجو ہو تو معاشرتی تفاوت اس کا اصل ہدف ہوتا ہے۔ سودا کا ذکر اس لئے کر رہا ہوں کہ سودا کی روایت، لکھنؤ کے اودھ پنچ کے شعراء سے ہوتی ہوئی اکبر الہ آبادی تک پہنچی ہے جسے اردو شاعری میں طنز و مزاح کا روشن مینار کہنا چاہئے۔

اکبر کی روایت بیسویں صدی کی دوسری دہائی تک چلی تا آنکہ جدید شعراء نے طنز کو بھی سیاسی چالبازیوں کا ذریعہ بنالیا۔ صحافتی مزاح کی روایت "اودھ پنچ" سے "زمیندار" تک بہت سی اونچی گھاٹیوں سے گزری۔ ہماری جماعت کے حوالہ سے ظفر علی خان، اردو صحافت کا بہت بڑا نام ہے مگر ان کی سیاسی طنزیہ نظمیں ان کی سیاسی قلابازیوں کی نذر ہو گئیں۔ جماعت احمدیہ پر جو طنز وہ کرتے رہے وہ ان کے اخبار کی اشاعت بڑھانے کا موجب بنتا رہا مگر اللہ کی قدرت کہ جماعت کو طنز کا نشانہ بنانے والا خود اپنے پروردہ صحافیوں کے طنز و ملامت کا نشانہ بنا اور "انی مھین" والی وعید کا شکار ہوا۔ شورش کاشمیری، ظفر علی خان کی انگلی پکڑ کر صحافت کے میدان میں اترے مگر وہ وقت بھی آیا کہ اسی شورش کاشمیری نے ان کو اور ان کی اولاد کو توم کر رکھ دیا۔ "چٹان" کی وہ زور دار نظمیں اب بھی لوگوں کو یاد ہیں جو احسان فراموشی کی مثال بھی ہیں اور اپنے محسن کی کردار کشی کی بھی۔

وزیروں کی سواری کے لئے تیار ہے ہر دم
کرم آباد کے عالی نسب کمہار کا بچہ!
صدا یہ آرہی ہے جعفر و صادق کی تربت سے
کہ ہے اختر علی، غدار بن غدار کا بچہ!

ہماری جماعت میں ایسے اکابر شعراء موجود رہے جو ظفر علی خان کی طنزیات کا جواب دیتے رہے مگر میں جس شخص کا ذکر کر رہا ہوں وہ ان صحافتی معرکہ آرائیوں سے دور رہا۔ جدید اردو شاعری میں خالص مزاح کی جو روایت، ضمیر جعفری، سید محمد جعفری، دلاور فگار، طلہ خان اور سرفراز شاہد کی شاعری میں چل رہی ہے۔ یہ شخص اس روایت کا پیش رو ہے۔ ہماری نئی نسل اس کے نام سے آشنا مگر پرانی اس کے نام کی گرویدہ ہے۔ یہ اسی بھولے بسرے شخص کو یاد کرنے کی کوشش ہے۔ گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را۔

ہم نے بچپن ہی سے اپنے بزرگوں میں حسن رہتاسی کی شاعرے کے تذکرے ہوتے سنے۔ ایک بار یوں ہوا کہ اپنے گھر کی بیٹھک میں حضرت اباجی اور ان کے کچھ دوست بیٹھے تھے اور عام سادہ گفتگو میں مصروف تھے۔ یکایک دوستوں نے بلند آہنگ قہقہے لگانے شروع کر دئے اور محفل دیر تک لوٹ پوٹ ہوتی رہی۔ ہم بھاگ کر بیٹھک میں گئے کہ اس "طوفان قہقہہ" کی لم معلوم کر سکیں۔ معلوم ہوا چاچا جی عبدالعزیز بھامڑی کسی کے مزاحیہ شعر سنا رہے ہیں۔ ہم بھی کھڑے ہو کر سننے لگے اور تو کچھ سمجھ نہیں آئی صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ کوئی کوا کسی کی صابن کی ٹکیا لے اڑا ہے اور وہ بچارا غسل خانہ میں کھڑا اسے ملاحیاں سنا رہا ہے۔ مدتوں بعد جب خود اپنی ہوش کے عالم میں وہ نظم پڑھی تو شاعر کا نام معلوم ہوا۔ یہ شاعر حسن رہتاسی تھے۔ ایک روز دیکھ بھی لیا۔ نہایت درویش مزاج، دیہاتی مزاج ایک شخص، دیہاتی کپڑوں میں ملبوس ادھر ادھر سے بے نیاز، تیز تیز چلتا رکتا، انگلیاں ہلاتا چلا جا رہا ہے۔ سر پر پٹے ہیں ان پر پگڑی دھری ہے، داڑھی الجھی نہ سلجھی، بال سفید مگر داڑھی تل چانولی! ایک بار دیکھا اور وہ بھی قادیان میں اور قادیان میں ہماری عمر ہی کیا تھی؟ قبلہ و کعبہ مولانا محمد احمد صاحب جلیل مدظلہ نے مضمون کا یہ حصہ ملاحظہ فرمایا تو فرمانے لگے۔ جب میسر آجائے بال اور داڑھی مہندی یا خضاب سے رنگتے تھے، ہم نے انہیں جس حال میں دیکھا اسے بیان کر دیا۔ "اور کیا جانئے تو نے اسے کس آن میں دیکھا!" شاید انہیں ان دنوں بال رنگنے کی فرصت یا استطاعت نہ ہو؟ ویسے ان کے کلام میں بھی خضاب کا استعارہ موجود ہے جو مولانا کی بات کی داخلی شہادت ہے۔

کچھ تو عہد شباب میں گزری
باقی ماندہ خضاب میں گزری

یہ خضابی جملہ معترضہ لمبا ہو گیا۔ ہمیں ان سے ملنے یا ان کی زبان مبارک سے ان کا کلام سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ پھر ربوہ کے ابتدائی دنوں کی بات ہے ڈاکٹر نذیر احمد ریاض صاحب نے ان کا کلام مرتب کر کے چھاپا تھا "کلام حسن"۔ وہ مجموعہ چھپنے کی دیر تھی کہ ہم نے اپنی ابتدائی ناقدانہ صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے ایک تنقیدی مضمون اس کے بارہ میں لکھا اور حسن رہتاسی کی شاعری کو اردو شاعری کا سنگ میل قرار دے دیا۔ جب وہ مضمون اپنے ادبی احباب کی مجلس "بزم خیال" میں پڑھا تو ساتھیوں نے ہماری خوب بھد اڑائی۔ ہم چپکے بیٹھے سنا کئے۔ یہ ۱۹۵۲ء یا ۱۹۵۳ء کی بات ہے اور اس وقت ہم میٹرک پاس کرنے کے بعد کلرکی کرتے اور نعرہ لگایا کرتے تھے.

"من کلرکم شمار حذر بکنید!"

دوستوں کی تمام تر طنز و تضحیک کے باوجود ہم حسن رہتاسی کے گرویدہ رہے اور اس گرویدگی کو پختہ تر کرنے والے ہمارے ابا اور چاچا جی عبدالعزیز بھامڑی تھے اور ہیں۔ ابھی پچھلے مہینہ کی بات ہے ہم نے لندن میں یہ مضمون لکھا اور کینیڈا پہنچ کر چاچا جی عبدالعزیز سے ذکر کیا کہ ہم نے حسن رہتاسی کے بارہ میں کوئی مضمون لکھا ہے۔ چاچا جی نے، کہ بیماری سے لاچار اور مولوی عبدالقدیر شاہد کے ہومیوپیتھک علاج سے اس سے زیادہ لاچار تھے، فوراً کلام حسن کا نسخہ نکال لیا اور ان کی ایک طویل نظم ہمیں تنبیہہ و تنقیح کے طور پر سنائی جو ہم نے نہایت ادب و احترام اور رغبت سے سنی کہ اتنی دیر تک قبلہ چاچا جی مولوی عبدالقدیر صاحب کے علاج سے محفوظ رہیں گے! چاچا جی عبدالعزیز بھامڑی، شعر کا نہایت عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ ہمارے استاد مولوی مصلح الدین راجیکی کے کلام کے تو حافظ ہیں۔ حسن رہتاسی کے کلام کی بیشتر نظمیں جو ان کے مجموعہ میں شامل ہیں وہ بھامڑی صاحب نے اپنی یادداشت کے زور سے ڈاکٹر ریاض صاحب کو املا کروائی ہوئی ہیں۔ اب بھی کبھی ترنگ میں ہوں تو ترنم سے انہیں پڑھتے رہتے ہیں۔ پھر قبلہ مولانا جلیل صاحب مدظلہ، سے صہری تعلق قائم ہوا تو معلوم ہوا کہ قبلہ مولانا بھی حسن رہتاسی کے نہ صرف مداح بلکہ ان سے قریبی موانست بھی رکھتے ہیں۔ اور حسن صاحب سے ان کے حین حیات ان سے ملاقاتیں بھی رہی ہیں۔ حسن صاحب کی جو باتیں ہم اس مضمون میں لکھ رہے ہیں وہ انہی بزرگوں سے شنیدہ ہیں اور شنیدہ کے بود مانند دیدہ! پھر بھی ہماری دیدہ دلیری دیکھئے حسن رہتاسی پر مضمون لکھنے بیٹھ گئے ہیں۔

حسن رہتاسی کی ساری شاعری اکبر الہ آبادی کی شعری روایت کی آئینہ دار ہے یعنی جہاں تہاں انگریزی لفظ بھی نگینہ کی طرح جڑ دیا۔

خالق الارض والسماء ہے تو
فالق الحب والنوا ہے تو!
نام ہیں مختلف، حقیقت ایک
"گاڈ" و یزداں ہے اور خدا ہے تو

یا سادگی پر کاری کی یہ تصویر کشی

کوٹ پتلون ہے کالر ہے نہ ٹائی اپنی
گولڈن واچ سے واقف نہ کلائی اپنی
بستر اپنا ہے، نہ تکیہ نہ رضائی اپنی
چند اشعار زباں پر ہیں کمائی اپنی
ہاں مگر دل کو تسلی ہے کہ سنتے ہیں حسن
ہو خدا اپنا تو ہے ساری خدائی اپنی

اب اس "بستر اپنا ہے نہ تکیہ نہ رضائی اپنی" کی حقیقت قبلہ مولانا جلیل صاحب ہی نے ہمیں سنائی کہ ایک بار جاڑوں کے موسم میں ہائی سکول کے ہوسٹل میں تشریف لائے اور مولانا صاحب سے جو ہوسٹل کے ٹیوٹر تھے یہ درخواست کی کہ ان کے پاس جاڑے سے بچاؤ کا کوئی سامان موجود نہیں اس لئے انہیں رات میں کچن میں تنور کے پاس سونے کی اجازت دے دیں۔ اس شخص کی غربت کا یہ عالم تھا مگر قادیان سے جدا ہونا انہیں گوارا نہ تھا۔ سر عبدالقادر نے کہ شاعروں کے بہت قدردان تھے انہیں کچھ کہا ہوگا۔ کیا کہا ہوگا؟ معلوم نہیں مگر حسن صاحب کا جواب معنی نگر ہے۔

مانوس ہیں گناہوں سے تقویٰ سے دور ہیں
تس پر حریص جنت و غلمان و حور ہیں
یوں بخش دے تو بات جدا ہے وگرنہ ہم
مستوجب سزا ہیں کہ "اہل قصور" ہیں!

اب یہ "اہل قصور" کی اصطلاح ایہام کی اصطلاح ہے کیونکہ سر عبدالقادر قصور کے رہنے والے تھے۔ حسن صاحب قادیان کے عاشق تھے۔ جس میں "ق ہے قرآن۔ کا باقی جو ہے ادیان ہے"۔

حسن صاحب کے خالص مزاح کے نمونے دیکھئے۔ زمیں ہے، سخن معلوم ہوتا ہے، بدن معلوم ہوتا ہے۔

کوئی ساغر شکن کہتا ہے اور توبہ شکن کوئی
یہ رند پارسا ہر دو شکن معلوم ہوتا ہے

پھر دیکھئے زمیں ہے جری بند، کلی بند:

جو بند کیا حق نے اسے کھول لیا ہے
نے شرک خفی بند ہے نے شرک جلی بند
القصہ ہر اک قسم کی سب راہیں کھلی ہیں
اک بند ہے ان پر تو فقط راہ نبی بند
ان سادہ مزاجوں سے کوئی اتنا تو پوچھے
فیضان خداوند بھی ہوتے ہیں کبھی بند؟

حسن صاحب کا طنز کا رنگ خالصتاً اکبر کا رنگ ہے۔ گہرا گمبھیر اور دل میں ترازو ہو جانے والا.

لیڈیان ہند جب کونسل کی ممبر ہو گئیں
قند تھیں پہلے تو اب قند مکرر ہو گئیں

حسن نظامی ہیں بیتاب درد ملی سے
جناب شیخ کی بیعت ہے شیخ چلی سے

بخت لے آیا جن کو کالج میں
گرچہ ایم اے ہوئے ہیں نالج میں
خلق سے ایسے عاری ہیں جیسے
ہو گرفتار کوئی فالج میں!

اکبر کا کمال ان کے انوکھے قافیوں میں تھا۔ حسن بھی ان سے پیچھے نہیں رہے۔ شیخ چلی والے قافیہ کے بعد گوبھی کا قافیہ دیکھئے۔

حسن کھا لیتے ہیں مل جائے جو بھی
ٹماٹر ہو کہ آلو ہو کہ گوبھی

اور آخر میں ایک تیر سے دو شکار والا کمال بھی دیکھتے جائیں۔ ایک احراری شاعر کی تعریف میں ان کی یہ ثلاثی حرف آخر ہے:

نہ تن پر جب رہے کپڑا نہ ٹکڑا پاس روٹی کا
تو پھر یہ بدگہر ڈاکو کمائی قوم کی لوٹے
یہ اس شاعر کا حلیہ ہے جسے کہتے ہیں چوٹی کا!

الغرض حسن رہتاسی اپنے ہلکے پھلکے مزاح اور گہرے طنز کی بدولت جماعت احمدیہ کے ادب ہی میں نہیں، اردو ادب میں بھی مدتوں یاد رکھے جائیں گے۔

ضروری اعلان

واقفین نو کے والدین کے لئے

تمام ایسے احباب جنہوں نے اپنے بچوں کو وقف نو کے تحت وقف کیا ہوا ہے ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر وقف نو کا فارم پر کرنے کے بعد ان کا پتہ تبدیل ہو گیا ہو تو فوری طور پر شعبہ وقف نو مرکزیہ (لندن) کو اطلاع بھجوائیں۔ اطلاع دیتے وقت "حوالہ نمبر وقف نو" ضرور تحریر کریں تاکہ ریکارڈ تلاش کرنے میں آسانی رہے۔ مرکزی ریکارڈ میں اندراج مکمل ہونا بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر مکمل پتہ ضرور درج ہونا چاہئے اور جب بھی پتہ تبدیل ہو اس کی اطلاع ضرور دی جانی چاہئے۔

اطلاع بھجوانے کا پتہ:

Incharge Waqfe Nau, (Central)
16 Gressenhall Road
London SW18 5QL
United Kingdom

(انچارج تحریک وقف نو۔ مرکزیہ)
(لندن)

Kenssy
Fried
Chicken

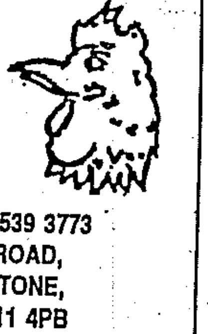

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ - محمود احمد ملک)

★★حضرت منشی محمد دین صاحبؓ بیان کرتے تھے کہ جب پہلی بار وہ قادیان تشریف لائے تو حضرت مسیح موعودؑ مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے اور مجلس میں نامور علماء اور بزرگ تشریف رکھتے تھے۔ منشی صاحبؓ حضورؑ کے کندھے دبانے لگے کہ یہ خیال آیا کہ محمد دین کہاں تو ایک دیہاتی اور معمولی پٹواری اور کہاں یہ اتنے بڑے باخدا عالم! میں اس محبوب وجودؑ کے علم و عرفان سے کہاں مستفید ہوسکتا ہوں۔ یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے آپؓ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ فرماتے تھے کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا ہی تھا کہ حضرت اقدسؑ نے سلسلہ کلام بند کرکے پلٹ کر میری طرف دیکھا اور فرمایا "منشی صاحب "اتقوا اللّٰہ یعلم کم اللّٰہ" یعنی متقی بن جاؤ علم خود بخود ہی آجائے گا۔

★★ہفت روزہ "بدر" ۵ اکتوبر میں ایک مضمون محترم چوہدری مبارک علی صاحب درویش قادیان کا شائع ہوا ہے جس میں وہ حضرت اقدسؑ کے بعض اصحاب کے بارے میں ذاتی مشاہدہ پر مبنی یادداشت بیان فرماتے ہیں۔ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ المعروف حضرت بھائی جی کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ فالج کے بعد نگہداشت کے لئے میرا قیام انکے ساتھ رہا تو حضرت بھائی جیؓ کے توکل علی اللہ کے نظارے دیکھے۔ حضرت بھائی جیؓ بتایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ میرا کفیل رہا ہے اور پیسے چاہئے ہوں تو ایک دو دن پہلے بتا دیا کرو۔ کئی مرتبہ پیسے کی ضرورت ہوتی تو آپؓ صبح فرماتے میرے تکئے کے نیچے سے رقم لے لو......

مضمون نگار نے اپنی کچھ جدی اراضی کے حصول کے لئے ایک مقدمہ کے سلسلہ میں دعا کی درخواست کی تو حضرت بھائی جیؓ نے اگلے روز بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ اراضی مل جائے گی لیکن چند روز بعد فیصلہ انکے خلاف ہوگیا۔ جب حضرت بھائی جیؓ کو بتلایا تو آپؓ ناشتہ کر رہے تھے، رک گئے اور نہایت جلال میں فرمایا میرے خدا نے تو آج تک جھوٹا وعدہ میرے ساتھ نہیں کیا۔ چنانچہ آپکی وفات کے کئی سال بعد مضمون نگار کو متعلقہ محکمہ کا ایک خط ملا کہ ساری اراضی واگزار کی جاتی ہے۔ مضمون نگار مزید لکھتے ہیں کہ اس سوال کے جواب میں کہ لاہوری جماعت میں کئی بڑے علماء کے شامل ہونے کی کیا وجہ تھی؟ حضرت بھائی جیؓ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ انہیں افسر جلسہ سالانہ مقرر فرمایا اور یہ پابندی لگادی کہ چاول آپکی اجازت کے بغیر نہ پکائے جائیں۔ جب مولوی محمد علی صاحب نے باورچی سے چاول تیار کرنے کو کہا تو اس نے اس پابندی کا ذکر کیا۔ اس پر مولوی صاحب نے شدید ناراضگی سے کہا کہ جو لنگر کی روٹیوں پر پل رہے ہیں حضرت صاحب نے اب ان کو افسر مقرر کردیا ہے۔ جب حضرت بھائی جیؓ کو اس بات کا علم ہوا تو آپکا دل بھر آیا اور آپؓ مسجد جاکر سجدہ میں روتے رہے کہ یا اللہ تو جانتا ہے میں لنگر کی روٹیاں کھانے نہیں آیا، تیرے مسیح کی محبت میں سب کچھ چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہ واقعہ سناتے ہوئے آپکا چہرہ متغیر ہوگیا اور آپؓ نے فرمایا "ان لوگوں کو تکبر لے ڈوبا"۔ مضمون نگار حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ کا ذکر بھی کرتے ہیں جو حضرت اقدسؑ کے عاشق صادق تھے اور جب کبھی بھی ذکر حبیبؑ کے موضوع پر انکی تقریر ہوتی تو جذبات انکے ہاتھ سے نکل جاتے اور وہ زار و قطار رونا شروع کردیتے۔

★★اسی پرچہ میں بعض شہروں کی مقامی تقریبات کی رپورٹس کے علاوہ علاقہ پونچھ کی ساتویں سالانہ کانفرنس کی رپورٹ (تیارکردہ محترم عطاء اللہ ناصر صاحب) شائع ہوئی ہے۔ کانفرنس یکم تا دو ستمبر منعقد ہوئی اور اس میں سینکڑوں احمدیوں کے علاوہ سینکڑوں غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے۔ ریڈیو اور ٹی وی نے اس کانفرنس کے بارے میں خبریں نشر کیں۔

★★روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸ اکتوبر کی ایک خبر کے مطابق ربوہ ریلوے سٹیشن پر پہلی مرتبہ پینے کے پانی کا باقاعدہ انتظام کردیا گیا ہے۔ ریلوے ہیڈکوارٹر نے صدر صاحب عمومی کے اپنے ذرائع سے پانی کی فراہمی کی اجازت دی تھی چنانچہ ۷۰ ہزار روپے کے اس منصوبہ کے لئے ۴۵ ہزار روپے ایک مخلص احمدی ڈاکٹر نے پیش کئے جبکہ باقی رقم کمیٹی ربوہ نے مہیا کی۔

★★روزنامہ "الفضل" ۹ اکتوبر میں دو رنگین تصاویر سرورق پر شائع ہوئی ہیں۔ ایک تصویر جماعت احمدیہ جاپان کی طرف سے کوبے کے زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے لگائے جانے والے کیمپ کے شرکاء کی ہے جبکہ دوسری تصویر میں محترم میاں محمد ابراہیم صاحب سابق مبلغ امریکہ دفتر الفضل میں تشریف فرما ہیں۔

★★اسی شمارہ میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ (مرتبہ محترم طاہر عمران صاحب) کے مطابق شعبہ بائیکنگ (مجلس صحت) کے تعاون سے "دی ایڈونچر کلب" کی ٹیم نے کےٹو بیس کا اس سال کا منتخبہ ٹریک کامیابی سے مکمل کرلیا ہے۔ چار رکنی ٹیم نے کئی سو کلومیٹر کا خطرناک سفر گلیشیرز پر کیا اور کئی دور افتادہ گاؤں میں ادویات بھی تقسیم کیں۔

★★اسی شمارے میں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کا مضمون "سفر کے بارہ میں" شائع ہوا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ سفر دین کی نیت سے کرنا چاہئے۔ مثلاً یہ نیت کرلی جائے کہ اس سفر میں کوئی نہ کوئی کام دین کا بھی انجام دوں گا۔ پھر سفر سے پہلے استخارہ کرنا مسنون ہے۔ جس کا طریق حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بتلایا کہ دو نفل پڑھے اور اول رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھے اور التحیات میں دعا کرے۔ سفر کا آغاز دعا سے اور ممکن ہو تو جمعرات کو کرنا چاہئے۔ سواری پر سوار ہوتے وقت اور نئے شہر میں داخل ہوتے وقت مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ آنحضرتؐ کا دستور تھا کہ سفر سے واپسی پر مسجد میں تشریف لے جاکر دو نفل ادا فرماتے اور پھر گھر جاتے۔ مسافر کی دعا کو شرف قبولیت بخشا جاتا ہے اس لئے سفر دعاؤں میں گزارنا چاہئے۔

بقیہ خطاب سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مناظر جو ہیں وہ سیاہ ہو جاتے ہیں، دھوئیں کی وجہ سے، پھر کوئلے کی صورت میں سارا منظرہی تاریک ہو جاتا ہے، بہت بھیانک منظر پیدا ہوتا ہے۔ تو بظاہر ایک نور بھی ہے لیکن وہ نور آگ کے غلبے کی وجہ سے بالکل بے حیثیت ہو جاتا ہے، اس کا کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ تو زمانے کو آگ سے بچانے کے لئے ہندوستان کا اولین فرض ہے اور جماعت احمدیہ کا بھی اولین فرض ہے کہ ہندوستان میں خصوصیت کے ساتھ قیام امن کی کوشش کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضمن میں جو اپنی آفاقی نوعیت کی لازوال پیشکش "تحفہ قیصریہ" کے رسالے کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش فرمائی تھی اس کے ایک دو اقتباسات پڑھ کر اب میں اجازت چاہوں گا۔

اہل قادیان کو، سب کو تمام عالمگیر جماعت احمدیہ کی طرف سے محبت بھرا اسلام پہنچاتا ہوں اور ان کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام عالمگیر جماعت احمدیہ ہندوستان میں قیام امن کی خاطر آپ کی سب کوششوں میں آپ کے ساتھ ہوگی اور جس قسم کی بھی کمی آپ محسوس کریں گے انہیں پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام عالمگیر جماعت آپ کے ساتھ ہے۔ کوششیں کریں اور اس مضمون میں تفصیلی ہدایات بعد میں بھجوائی جاسکتی ہیں۔ اس وقت میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک دو اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:-

> "منجملہ ان اصولوں کے جن پر مجھے قائم کیا گیا ہے ایک یہ ہے کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں اور استحکام پکڑ گئے ہیں اور ایک حصہ دنیا پر محیط ہوگئے ہیں اور ایک عمر پاگئے ہیں اور ایک زمانہ ان پر گزر گیا ہے ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کے رو سے جھوٹا نہیں اور نہ ان نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے"۔ (تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۶)

یہ وہ بنیادی اصول ہے جس کے نتیجے میں تمام مذہبی قومیں ایک ہاتھ پر اکٹھا ہو سکتی ہیں یعنی انسانی ہاتھ پر، انسانیت کے ہاتھ پر۔ پھر فرماتے ہیں:-

> "یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھادی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کردی"۔
>
> (تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۹)

پس اس بنیادی اصول کے مختلف مضمر پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے اور نمایاں کرتے ہوئے کم سے کم مذہبی دنیا میں ایک عالمگیر امن کے قیام کی کوشش جماعت احمدیہ کو ایک جہاد کی صورت میں کرنی چاہئے۔ اور ہندوستان چونکہ مختلف مذاہب کی لڑائیوں کا ایک اکھاڑہ ہے اس لئے ہندوستان کی سرزمین ہی میں اللہ تعالیٰ نے اس دور کا ابراہیم پیدا فرمایا جو آگوں کو ٹھنڈے کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا جو اللہ تعالیٰ سے اس کو عطا ہوئی اور یہی صلاحیت آپ نے ورثے میں پائی ہے۔ اس لئے قادیان جس ملک میں واقع ہے اس ملک میں اس جہاد کو بطور خاص شروع کرنا چاہئے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے گا اور تمام ہندوستان کی قومیں انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض پائیں گی۔ وہ فیض پائیں گی جو محمدؐ رسول اللہ کے فیض کے قطرے سے جاری ہونے والا ایک لامتناہی چشمہ ہے جو ہر طرف پھیلتا چلا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق بخشے، ہماری حقیر کوششوں میں برکت دے اور ہر قطرہ جو اس چشمے میں ہے اس قطرے کو سیرابی کی صلاحیتیں عطا کرے۔

اب اس کے بعد میں اس آغاز کے اجلاس کی اگرچہ یہ افتتاح ویسے تو نہیں ہوا لیکن رسما افتتاح کہلا رہا ہے اور افتتاحی دعا ہی کے طور پر اب ہم اپنے ہاتھ خدا کے حضور اٹھاتے ہیں۔

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۴ نومبر کو قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرمہ طاہرہ محمودہ لون صاحبہ اہلیہ سعید احمد صاحب لون صدر جماعت والتھم سٹو لندن کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ اس موقعہ پر حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

۱۔ مکرمہ رحم نور صاحبہ (والدہ مکرم ملک اشفاق احمد صاحب عملہ حفاظت لندن)۔ دوالمیال چکوال۔
۲۔ مکرم شیخ عبدالقادر صاحب محقق لاہور۔
۳۔ محترمہ عنایت بیگم صاحبہ اسلام آباد۔
۴۔ مکرم عبدالحمید اسلم صاحب (ابن مکرم عبدالسلام صاحب سابق باڈی گارڈ) جرمنی۔
۵۔ مکرم والد صاحب ملک عارف محمود صاحب سانگلہ ہل۔
۶۔ مکرم ملک عبدالوحید سلیم صاحب سمن آباد لاہور۔
7. Mr. Alhassan Ata. Ghana
8. Madam Hassan Aba Ata. Ghana
۹۔ مکرم سید محمد شفیق شاہ صاحب کارکن جامعہ احمدیہ ربوہ۔
۱۰۔ مکرم چودھری عبدالکریم صاحب اوکاڑہ۔
۱۱۔ مکرم رفیع الدین صاحب ربوہ۔
۱۲۔ مکرم غلام حسین صاحب نون صدر جماعت ھلال پور سرگودھا۔
۱۳۔ مکرم سید محمد نور صاحب ربوہ۔
۱۴۔ مکرم محمد نسیم صاحب۔ کراچی۔
۱۵۔ مکرم چودھری نصراللہ خاں صاحب۔ تجہ۔ سیالکوٹ
۱۶۔ مکرم بشیر احمد صاحب قریشی (برادر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب مرحوم)۔ لاہور۔
۱۷۔ مکرم ملک ممتاز احمد صاحب امیر جماعت ضلع چکوال۔ دوالمیال۔
۱۹۔ مکرمہ امۃ اللطیف چیمہ صاحبہ لاہور۔
۲۰۔ مکرم چودھری عظمت اللہ صاحب سرگودھا۔
۲۱۔ مکرمہ استانی صغریٰ فاطمہ صاحبہ ربوہ۔
۲۲۔ مکرم چوہدری ناصر احمد پرویز صاحب اسلام آباد۔
۲۲۔ مکرم مبشر احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ ربوہ۔
۲۳۔ مکرمہ حمیدہ حفیظ صاحبہ اہلیہ حکیم حفیظ الرحمٰن صاحب سنوری۔ ربوہ۔
۲۴۔ مکرم عبداللطیف صاحب لون (والد مکرمہ امۃ الرشید احمد صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ یوکے)۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

دلچسپ خبریں
مکتوب آسٹریلیا

(مرتب: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

برونائی کے سلطان کی شاہ خرچیاں

سلطان آف برونائی (Brunei) دنیا کے امیر ترین شخص سمجھے جاتے ہیں۔ ان کی دولت کا اندازہ تینتیس بلین ڈالر (۳۳ ہزار ملین ڈالر) لگایا جاتا ہے۔ وہ اپنی شاہ خرچیوں (جن کو فضول خرچیاں کہنا غالباً زیادہ مناسب ہوگا) کے لئے بھی مشہور ہیں۔ اس کی ایک مثال سڈنی کے اخباروں میں شائع ہوئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

نومبر ۱۹۹۵ء کے پہلے ہفتہ میں آک لینڈ نیوزی لینڈ میں دولت مشترکہ کے سربراہوں کی میٹنگ ہو رہی ہے۔ اس موقعہ پر سلطان آف برونائی بھی آک لینڈ آ رہے ہیں۔ انہوں نے یہاں ۱۵ ملین ڈالر کے صرف سے چند روزہ قیام کے لئے خود اپنا انتظام کیا ہے۔ ان کے ایلچی یہاں پہلے ہی پہنچ گئے تھے جنہوں نے نیوزی لینڈ کے سب سے مہنگے پانچ مکانات خرید لئے تاکہ وہ اور ان کی بیگمات آرام سے رہ سکیں۔ ان مکانات کی قیمت ۱۳ ملین ڈالر ہے اور اب ان کو زر کثیر خرچ کر کے آراستہ کیا جا رہا ہے۔ بادشاہ کو خاص طور پر سیاہ سنگ مرمر اور سونے کے ساز و سامان کا شوق ہے۔ کہانی اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ سلطان پہلے شہر کے سب سے مہنگے ہوٹل کی سب سے اونچی منزل خریدنا چاہتے تھے لیکن جب مالک نہ مانا تو پھر شہر کے سب سے مہنگے مضافات میں مکانات خریدنا شروع کردیئے۔ دولت مشترکہ کے سربراہان کی سابقہ میٹنگ قبرص میں ہوئی تھی جہاں سلطان نے شیراٹن (Sheraton) ہوٹل اور فورسیزنز (Four Seasons) ہوٹل کی سب سے اونچی منزلیں خریدلی تھیں۔ فورسیزنز ہوٹل کے سٹاف کو آتے ہوئے جو ٹپ سلطان نے دی تھی وہ ایک لاکھ ستر ہزار امریکی ڈالر تھی۔ سعودی عرب اور خلیج کی ریاستوں کے حکمرانوں کی شاہ خرچیاں کچھ کم نہیں ہیں۔ کاش ان کو یہ دولت کسی نیک کام پر خرچ کرنے کی توفیق ملے۔

قرآن کریم تو فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیتا ہے جیسے فرمایا "ان المبذرین کانوآ اخوان الشیطین و کان الشیطن لربہ کفورا (۱۷:۲۸) اور جس پیارے نبی کی غلامی کا یہ دعویٰ کرتے ہیں ان کے بارہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے آپؐ مدینہ تشریف لائے اور آپؐ کی وفات تک کوئی تین راتیں مسلسل ایسی نہیں گزریں کہ آپؐ کے گھر والوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو۔ (بخاری و مسلم)

برونائی جنوب مشرقی ایشیاء کا ایک چھوٹا سا ملک ہے جس کا رقبہ ۲۲۲۶ مربع میل ہے اس کے شمال کی طرف ساؤتھ چائنا سی (South China Sea) اور تین اطراف ملیشیا ہے۔ آبادی کا دوتہائی حصہ ملائی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ چینی نسل آبادی کا چوتھا حصہ ہے اور تجارت زیادہ تر ان کے ہاتھ میں ہے۔ ان کا مذہب عیسائیت ہے یا بدھ مت۔ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ پانی کے نیچے پٹرول اور گیس کی دولت کا خزانہ موجود ہے جس کی وجہ سے ملک بہت خوشحال ہے۔ اندازہ ہے کہ مزید بیس پچیس سال تک یہ خزانہ ساتھ دے گا۔ زمین بہت زرخیز اور ہموار ہے۔ ملک کے درمیان میں سے برونائی دریا بہتا ہے اور ملک کا اندرونی حصہ گھنے جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے۔ دس فیصد لوگ پٹرولیم کی صنعت میں ہیں اور ۵۰٪ حکومت کے محکمہ جات میں کام کرتے ہیں۔ اوسط درجہ حرارت ۸۰ ڈگری فارن ہیٹ اور بارش ۱۰۰ انچ سالانہ ہے۔ کچھ لوگ زراعت، جنگلات، مچھلی پکڑنے اور صنعت وغیرہ پر کام کرتے ہیں۔

الوؤں کا گھرانہ ایک ہی غار کو ۳۵ ہزار سال سے استعمال کر رہا ہے

آسٹریلیا کے سائنسدان یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کالے رنگ کا جنگل کا باسی الو اور اس کے آباؤ اجداد JENOLAN کی ایک غار میں ۳۵۰۰۰ سال سے اسی جگہ پر اب تک رہ رہے ہیں۔ ان سالوں کی ہر شام کو نر الو تقریباً نصف کلو کا شکار مار کر اپنی مادہ اور بچے کے لئے لاتا رہا ہے۔ اس قسم کے الو شکار کو سالم نگل لیتے ہیں اور ہڈیاں، بال اور ڈھانچے جو نہ نگل سکیں وہ جگالی کر کے باہر پھینک دیتے ہیں۔ الوؤں کے اس خاندان میں ہمیشہ سے نر کماتا ہے یعنی شکار کرتا ہے اور مادہ گھر رہ کر اپنے بچے کو پالتی ہے۔ ان کے گھر کا کوڑا کرکٹ جو غار کے پاس ملا ہے سائنسدانوں کے نزدیک وہ ایک ایسی کھڑکی ہے جس میں سے وہ گذشتہ سولہ ہزار سال کے دوران اردگرد کے ماحول میں جو کچھ ہوتا رہا ہے اسے دیکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کوئلہ کی تہوں کی عمر سے معلوم کیا ہے کہ نو ہزار سال قبل وہاں سخت آگ لگی تھی اور پانچ ہزار سال پہلے شدید مرطوب موسم آیا تھا۔ اس عرصہ میں کم از کم دو مرتبہ شدید آندھی آئی تھی اور سولہ ہزار سال قبل کے مقابلہ میں آجکل آٹھ درجے زیادہ گرمی پڑتی ہے۔ یعنی گرمی آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے۔ نوہزار سال قبل تک الوؤں کا یہ گھرانہ زیادہ تر چوہوں کا شکار کیا کرتا تھا لیکن بعد میں گرمی بڑھنے کی وجہ سے وہ چوہے غائب ہوگئے۔ آسٹریلیا میں یورپین اقوام کے بعد یہ الو خرگوشوں اور بلیوں کا شکار بھی کرتے رہے۔ ان کے ڈھانچے ۲۰۰ سال سے زیادہ پرانے نہیں ہیں لہٰذا خرگوش اور بلیاں گوروں کے ساتھ آئیں۔ آسٹریلیا کے عجائب گھر کے پرندوں کے ماہر مسٹر والٹر بولز نے کہا کہ الوؤں کی یہ کھوہ نہ صرف آسٹریلیا میں بلکہ شاید دنیا بھر میں منفرد ہے۔ (سڈنی مارننگ ہیرلڈ ۹ ستمبر ۹۵ء)

الوؤں کو ہم بےوقوف سمجھتے رہے لیکن وہ تو بہت سمجھدار نکلے۔ پینتیس ہزار سال بلکہ اس سے بھی بہت پہلے سے اپنی خاندانی روایات کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں اور زمانہ کے حوادث و انقلابات بھی ان کے پائے استقلال کو جنبش نہیں دے سکے۔

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟
اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرماکر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
8th December 1995 - 21st December 1995

Friday 8th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Hamari Kaenat, No.2
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 49, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon, Live
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes

Saturday 9th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: Question Answer Session with Huzoor, 20/11/95.
1.30	MTA News
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.
3.05	M.T.A Variety: Programme from Germany
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Sunday 10th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: A Letter from London
12.30	Eurofile
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner - Lets learn Salat No. 13
2.00	Mulaqat with Huzoor. English
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety: Programme from Germany
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4.57	Nazm & Tomorrow's Programmes

Monday 11th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	MTA Variety. Dil bar mera yehi hai, by Chaudhry Hadi Ali Sahib.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 49, Part 2
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe: "A visit to Spain"
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 130
3.05	Program from German
3.30	Children's Corner: "Hikayat e Sheerem", about truth
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Nazm and Tomorrow's Programmes

Tuesday 12th December

11.30	Tilawat
11.45	Seerat-ul- Nabi (s.a.w)
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 50 Part 1
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe
2.00	"Natural Cure" - Homeopathy Lesson 131
3.05	M.T.A. Variety: "Conversation", by Naseem Mahdi, No. 4
3.40	P.E. from Pakistan, No. 1
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Wednesday 13th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 50 Part 2
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Sewing Class. Perahan.
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran 103.
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety - Islamic Adaab by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid Sb.
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 14th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 51 Part 1
1.00	M.T.A News
1.30	Around the Globe: Seerat Hadhrat Talaha Bin Obaidullah
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 104.
3.05	M.T.A Variety: Quiz Programme from Pakistan, Nasirat ul Ahmadiyya, No. 2
3.30	"Children Corner" - Yassarnal Quran No. 13
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes.

Friday 15th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Hamari Kaenat, No. 3
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 51, Part 2
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon, Live
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes.

Saturday 16th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: Question Answer Session , 18/11/1995, held in the London mosque.
1.30	MTA News
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.(English)
3.05	Nazm
3.10	M.T.A Variety: An Interview with Dr. Klaus Kugler, former member of the German Parliment, by Ameer Sahib UK.
3.40	LIQAA MA'AL ARAB
4.40	Qaseedah
4.50	Tomorrow's Programmes.

Sunday 17th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: A Letter from London
12.30	Eurofile
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner - Lets learn Salat No. 14
2.00	Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends.
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Sports: Football from Karachi 1st Half
3.30	M.T.A Variety: Programme from Germany
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Nazm & Tomorrow's Programmes.

Monday 18th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	M.T.A Variety: Dilbar mera yhi hay
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 52, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe: "A visit to Spain"
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 132
3.30	M.T.A Variety: Programme from Germany.
3.35	C. C. Hikayat-E-Sheereen
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah and Tomorrow's Programmes

Tuesday 19th December

11.30	Tilawat
11.45	Seerat-ul- Nabi (s.a.w)
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 52 Part 2
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe: Shajar e Phool
2.00	"Natural Cure": Homeopathy Lesson 133
3.05	M.T.A. Variety: "Conversation", by Naseem Mahdi.
3.40	P.E. from Rabwah No. 2
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah Tomorrow's Programmes.

Wednesday 20th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Quiz programme, Lajna Pakistan
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 53 Part I
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Sewing Class, Perahan
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran 105.
3.05	M.T.A Variety - Islamic Adaab by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid Sahib
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes.

Thursday 21st December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 53 Part 2
1.00	M.T.A News
1.30	Around the Globe
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 106.
3.05	M.T.A Variety: Quiz programme, Nasirat ul Ahmadiyya, Pakistan.
3.30	"Children Corner": Yassarnal Quran No. 14
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome viewers' comments about the quality of translation of the programmes. "Learning languages with Huzoor".

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 2 Friday, December 8, 1995 No. 49

پاکستانی ملاؤں کی غیر اسلامی حرکات

(رشید احمد چوہدری۔ پریس سیکرٹری)

یوں تو جماعت احمدیہ کے قیام سے ہی دشمنان دین نے جماعت کے خلاف اپنی سرگرمیوں کا آغاز کردیا تھا مگر ۱۹۸۴ء کے بعد تو ان لوگوں کی ظالمانہ کاروائیوں میں بےپناہ اضافہ ہوگیا ہے اور پاکستان میں بسنے والے احمدی مسلمانوں پر کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا جس میں کوئی نہ کوئی احمدی کسی نئے ظلم کا شکار نہ ہوتا ہو۔ چنانچہ پاکستان میں احمدی مسلمانوں کے لئے خدا کا نام لینا جرم ٹھہرایا گیا۔ کسی کو سلامتی کی دعا دینا قابل مواخذہ سمجھا گیا، اذان بلند کرنا، مسجد کو مسجد کہنا یا یہ کہنا کہ خدا ایک ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں یہ سبھی کچھ جرائم شمار ہونے لگے۔ قرآن پاک کی تلاوت کرنا، کلمہ طیبہ سینہ پر سجانا قابل سزا جرم بن گیا۔ احمدیہ مساجد کی پیشانیوں سے کلمہ طیبہ مٹا دینا قابل تعریف اقدام شمار ہونے لگا جس میں مولویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے حکومت کے سرکاری کارندے استعمال ہونے لگے۔ ایک احمدی مسلمان کا اسلام کے ساتھ لگاؤ، خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اظہار وارفتگی اتنا بڑا جرم قرار دیا جانے لگا کہ بعض دفعہ مجسٹریٹوں نے معصوم احمدیوں کی ضمانت لینے سے انکار کر دیا اور اس طرح احمدی مسلمانوں کو بعض دفعہ سالوں تک جیل کی ہوا کھانا پڑی۔ پھر اسی دور میں احمدی اخباروں اور رسالوں کے خلاف بھی بھیانک اقدامات کئے گئے اگر کوئی احمدی اخبار یا رسالہ قرآن مجید کی کوئی آیت نقل کرتا یا اسلامی اصطلاحات کا استعمال کرتا تو اسکے خلاف مقدمات قائم کئے جاتے حتی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے لفظ "حضور" استعمال کرنے پر بھی روزنامہ الفضل کے عملہ پر توہین رسالت کا مقدمہ قائم کیا گیا۔

تعلیمی درسگاہوں میں بھی احمدی طلباء کے ساتھ ذلت آمیز سلوک کیا جاتا۔ ہوسٹل کے میس میں انکے برتن علیحدہ کر دیئے جاتے۔ انہیں دوسرے طلباء سے الگ بیٹھنے کے لئے مجبور کیا جاتا اور بعض دفعہ تو ہوسٹل کے کمروں میں سے انکی کتب اور تمام اثاثہ نکال کر نذر آتش کردیا جاتا۔ کلاسوں میں بیٹھنے پر کلاسوں کا بائیکاٹ کیا جاتا اور اگر موقع مل جاتا تو ان پر شدید جسمانی تشدد کیا جاتا۔

۱۹۸۴ء سے حکومت کے جاری کردہ اینٹی احمدیہ آرڈیننس پر عمل ہونے کی وجہ سے ہزاروں احمدیوں کو اپنے عقائد کی وجہ سے جیل کی سزا کاٹنی پڑی۔ بعض کو اسلام کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ دینا پڑا۔ گھر بار اور دوکانیں سب کچھ خدا کی راہ میں لٹانا پڑیں مگر ان تمام مظالم کے باوجود احمدی مسلمانوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ان تمام ظالمانہ کارروائیوں کے باوجود احمدیت دیگر ممالک کی طرح پاکستان میں بھی ترقی کرتی چلی گئی۔ ان ترقیات کو دیکھ کر دشمنان احمدیت کا دل پہلے سے بھی زیادہ سخت ہوتا گیا اور وہ فتنے پر فتنہ کھڑا کرتا گیا۔ جبر و تشدد میں پہلے سے زیادہ تیز تر ہونے لگا۔ احمدی مسلمانوں کو دھمکیاں ملنے لگیں اگر احمدیت سے تائب نہ ہوگے تو تمہارا برا حشر کریں گے، تمہارا مکمل سوشل بائیکاٹ ہوگا۔ تکالیف و مصائب کا شکار ہوگے۔ جان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

ذیل میں پاکستان سے ڈاک کے ذریعہ موصول ہونے والے ایسے ہی تین واقعات پیش کئے جا رہے ہیں۔

★ ڈیرہ غازی خان کے امیر جماعت احمدیہ مکرم خان محمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

"ایک بےرنگ لفافہ ۳ مئی ۹۵ء کو بذریعہ ڈاک موصول ہوا جس میں یہ تحریر تھا کہ تم اپنے بیٹوں سمیت مسلمان ہو جاؤ ورنہ تم کو قتل کردیا جائے گا۔"

خط لفظ بلفظ یوں ہے:

"مسٹر خان محمد صاحب قادیانی!

تمہیں یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اپنے بیٹوں سمیت مسلمان ہو جاؤ ورنہ کسی بھی وقت آدمیوں کے ذریعے قتل کئے جاسکتے ہو۔ ڈیرہ کے کوائف ہمارے پاس ہیں۔ یہ وہ دھمکی ہے جو اپنے وقت پر سچی ثابت ہوکر رہے گی اور کوئی بھی پولیس کی خوش فہمی میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ اب ڈیرہ کی باری ہے۔ ہم نے اپنا ٹارگٹ پورا کرنا ہے ہمیں کوئی نہیں روک سکتا۔ تمہارے مولویوں کی باری بھی آئے گی.. ......"

— ★ ★ ★ —

★ داتہ ضلع ہزارہ سے رپورٹ موصول ہوئی ہے کہ:

"عرصہ تین سال سے داتہ کی جماعت کا سوشل بائیکاٹ ہے۔ دودھ تک گاؤں سے باہر جاکر حاصل کرنا پڑتا ہے۔ داتہ سے مانسہرہ روڈ تک پیدل آتے ہیں کوئی گاڑی میں نہیں بٹھاتا....... ضروریات زندگی مانسہرہ سے لانا پڑتی ہیں اور وہ بھی سروں پر اٹھا کر۔ بچوں کے لئے جو مانسہرہ میں زیر تعلیم ہیں مروجہ ریٹ سے دوگنے معاوضہ پر الگ سوزوکی کا انتظام کرنا پڑتا ہے وہ بھی اوباشوں کی دھمکیوں سے باالآخر جواب دے جاتے ہیں، پھر کسی اور کار والے کی تلاش کی جاتی ہے۔ یہ مصائب کا سلسلہ اعصاب شکن ہے مگر ہم اللہ تعالیٰ کے بندے صابر و شاکر ہیں اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی۔"

— ★ ★ ★ —

★ اور اب ایک احمدی عبداللہ خان ولد شیر ولی سکنہ وریا مال تحصیل و ضلع چکوال کو دیئے گئے نوٹس کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے۔ یہ نوٹس ان کو علاقہ کے پانچ نمبرداروں کی طرف سے ۱۰ ستمبر ۹۵ء کو موصول ہوا۔ نوٹس میں لکھا گیا ہے:

"آپ کو انفرادی طور پر کئی بار ہدایت کی گئی کہ آپ اپنے عقیدہ کو تبدیل کریں۔ آپ نے بار بار انکار کیا مگر اب کوئی گنجائش نہیں کہ آپ کو مزید مہلت دی جائے اور اب اجتماعی فیصلہ مندرجہ ذیل ہے جو فوری طور پر عمل میں لایا جائے گا۔

۱۔ آپ کسی اجتماعی جگہ مثلاً کنواں، چشمہ وغیرہ استعمال میں نہ لاسکیں گے۔

۲۔ آپ نہ کسی کے گھر جاسکتے ہیں اور نہ کوئی آپ کے گھر آئے گا۔

۳۔ آپ کسی دوکان سے لین دین نہیں کرسکتے۔ اگر کوئی ہے تو اپنا حساب بےباق کرلیں۔

۴۔ آپ اپنی روڈ کی کسی گاڑی پر سفر نہیں کرسکتے۔ ڈرائیوروں کو ہدایت کردی گئی ہے۔

۵۔ اپنے والد، والدہ اور بھائی کی قبروں کو گاؤں کے قبرستان سے منتقل کرنا ہوگا۔

۶۔ آپ کے سسرال کے مشورہ سے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ بیوی کو فارغ کردیں۔

۷۔ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے ورنہ آپ کے خلاف تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر ہوگا۔"

اس نوٹس کے نیچے پانچ نمبرداروں کے نام درج ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے نام کے سامنے دستخط کئے ہیں۔

نمبردار شاہ ولی خاں ساکن وریا مال ڈاکخانہ کریالہ تحصیل و ضلع چکوال۔
نمبردار محمد خاں سابقہ چیئرمین یونین کونسل کریالہ۔
نمبردار عبداللہ خاں محلہ زیر کریالہ۔
نمبردار خان محمد بھلر۔
نمبردار محمد اکرم کھوکھر بھلر۔"

اس نوٹس میں نمبرداروں نے احمدیوں سے جو مطالبات کئے ہیں یہ سب باتیں ایسی ہیں جو قرآن سے ثابت ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے مخالف ایسا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کوئی بات نوحؑ کے مخالفین سے، کوئی شعیبؑ کے مخالفین سے اور کوئی ہودؑ اور کوئی صالح علیہ السلام اور کوئی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین سے لے لی ہے۔ جن پاک ہستیوں کے دشمنوں کی راہ پر مُلّاں نے ان لوگوں کو ڈال دیا ہے ان کے انجام سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ اگر یہ حرکتیں خدا کے نبیوں کے دشمنوں والی نہیں تو کیا یہ اپنے مُلّا سے پوچھ کر بتا سکتے ہیں کہ خدا کے کس نبی نے ایسی حرکتیں کی تھیں۔

بقیہ :۔ (خلاصہ خطبہ جمعہ یکم دسمبر ۱۹۹۵ء)

حضور نے فرمایا کہ مومنوں کے جنت میں نور کے ان کے داہنے ہاتھ اور ان کے سامنے دوڑنے کا ذکر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ دراصل جس طرف انسان چلتا ہے اسی طرف کو روشن ہونا چاہیئے۔ پس اس میں ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ ان کا ہر قدم نیکی کی طرف اٹھتا ہے اور داہنا ہاتھ نیکی کی علامت ہے۔ اس لئے جہاں مومنوں کو جو جنت کی خوشخبری ملنے کا ذکر ہے وہاں فرمایا گیا ہے کہ انکی کتاب ان کے داہنے ہاتھ میں دی جائے گی جو نیکیوں کی کتاب ہے۔ اور جنت میں نیکیوں میں ہی آگے بڑھنے کا سلسلہ ہوگا۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہر قدم نیکی کی طرف اٹھتا ہے اور وہ نیکیوں میں آگے بڑھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ پھر اس آیت میں ذکر ہے کہ یہ لوگ نور کے کامل ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کی صلاحیت کا نام ہی نور رکھا گیا ہے اور چونکہ مقصود ایسا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں اس لئے یہ نور بڑھے گا تو خدا کی طرف قدم آگے بڑھیں گے۔ اس کے ساتھ ہی "واغفرلنا" کی دعا کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ گناہ کے بغیر بخشش نہ مانگی جائے۔ بخشش کے اور بھی مضامین ہیں۔ اس جگہ مطلب یہ ہے کہ اگر ہمارا نور کامل نہیں تو ہماری اندرونی کمزوری رہ گئی ہے ہماری جدوجہد میں کمی ہوگی ان کمزوریوں کے دور ہونے کے لئے یہ دعا ہے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احادیث نبویہ کے حوالہ سے نور الٰہی کے مختلف پہلوؤں کی پرمعرفت وضاحت فرمائی۔ حضور ایدہ اللہ نے یہ بھی بتایا کہ ایسے شخص کا نور جس میں تکبر پایا جائے جس میں حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکسار نہ ہو اس کا نور بسا اوقات اسے ہلاکت میں دھکیل دیتا ہے۔ جب نور اس درجہ روشن ہو جائے کہ رستہ کے نقصان و خطرات بھی دکھانے لگے تو بخشش کی دعا ایک بےساختہ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کامل رہنما کے پیچھے چلتے ہوئے آپؐ کے سکھائے ہوئے طریق کے مطابق نور الٰہی کے حصول کے لئے دعائیں مانگنے کی توفیق بخشے۔

اگر تم صاف دل ہو کر اس (خدا) کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد